نمبر ۷۳ | مورخہ ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۹ شوال سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں *

۱۰ مارچ پنڈت لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہونے کی تقریب میں ایک جلوس نکالا گیا۔ جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ سے شروع ہو کر پرانے بازار سے ہوتا ہوا احمدیہ چوک سے گذر کر سبزی منڈی کے پاس ختم ہوا پرانے بازار میں بعض آریوں نے شرارت کرنی چاہی۔ لیکن اہل جلوس کے تحمل کی وجہ سے بات نہ بڑھنے پائی۔ بعد نماز عصر سبزی منڈی کے پاس کھلے میدان میں شاندار جلسہ ہوا جس میں جناب شیخ یعقوب علی صاحب اور جناب میر قاسم علی صاحب نے لیکھرام کے متعلق پیشگوئی پر نہایت دلچسپ اور ایمان افروز تقریریں فرمائیں *

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد اور میاں محمد حسین صاحب میانوند ضلع امرتسر۔ مولوی اللہ دتا صاحب لدھانہ۔ مولوی محمد یار صاحب اور مولوی علی محمد صاحب چانگریاں۔ ضلع سیالکوٹ تبلیغ کے لئے بھیجے گئے *

مصر میں تبلیغ احمدیت

ایک مخلص دمشقی نوجوان عیسائیت کا کامیاب مقابلہ

میں جب مصر پہونچا۔ تو میں نے دیکھا سلسلہ کے دو مجاہد تبلیغ میں مشغول ہیں۔ یعنی مولوی جلال الدین صاحب شمس۔ اور منیر آفندی حصنی۔ برادر منیر آفندی ایک سرخ و سفید رنگ کا نوجوان ہے۔ جس کے چہرہ سے تقوےٰ اور طہارت ٹپکتی ہے۔ اور داڑھی اُسے بہت زیب دیتی ہے یہ دمشق کا باشندہ ہے۔ اور شام کے مدارس عالیہ کا تعلیم یافتہ۔ وکالت کی ڈگری بھی حاصل کی ہوئی ہے۔ اور تین سال تک جرمنی میں رہ کر جرمنی زبان پر کافی دسترس حاصل کی ہے۔ اس کے دل میں سلسلہ کے لئے خاص جوش ہے۔ یہ تعلیم یافتہ نوجوان مولوی جلال الدین صاحب شمس کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوا۔ اور میرے نزدیک ان لوگوں میں سے ایک ہے۔ جو خدا کی وحی میں ابدال شام کے لفظ سے یاد کئے گئے ہیں۔ منیر آفندی نے سلسلہ کی تمام کتب جو عربی میں تھیں۔ پڑھیں۔ اور مسائل دینی پر پورا عبور حاصل کیا۔ شمس صاحب کی صحبت اس کے

نے اکسیر ثابت ہوئی۔ جب مولوی جلال الدین صاحب کو دمشق سے حیفا آنا پڑا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ نے اسے شام کی جماعت کا امیر مقرر کر دیا۔

منیر آفندی اپنا پورا وقت سلسلہ کی اشاعت میں صرف کرتا ہے۔ اس کا والد اس کی اس حالت سے بہت ناراض ہوا۔ اور اس نے ناراضگی کا اظہار مختلف رنگ کی سختیوں سے کیا مگر منیر لاتقل لھما اُفٍّ ولا تنھرھما کے ماتحت سب کچھ برداشت کرتا رہا۔

منیر آفندی کی صحت کمزور ہے۔ اسے سینے میں تکلیف رہتی ہے۔ ڈاکٹر بولنے سے منع کرتے ہیں۔ مگر وہ تبلیغ میں مصروف رہتا ہے۔ ڈاکٹر اسے چلنے سے منع کرتے ہیں۔ مگر وُہ سلسلہ کے لئے دن کا اکثر حصہ چلتا ہے۔ میں نے ایسے وجود ہندوستان میں بھی کم دیکھے ہیں۔ میں ان تمام احباب سے جو یہ سطور پڑھیں درخواست کروں گا۔ کہ وُہ احمدیت کے اس مخلص فرزند کے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اعجازی طور پر اس کی صحت میں تبدیلی پیدا کر دے۔

مولوی جلال الدین صاحب شمس کو جب میں نے دیکھا تو معلوم ہوا۔ اس ملک کی آب و ہوا نے ان کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ میں نے شمس کو نو سال کے بعد دیکھا تھا۔ میرا خیال تھا اس عرصہ میں شام و فلسطین کی آب و ہوا نے ضرور کچھ اثر کیا ہوگا۔ مگر میں نے ان کو اسی طرح پتلا دُبلا دیکھا جیسے وُہ اپنے زمانہ طالب علمی میں تھے۔

شمس صاحب مصر میں بہت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے طریق زندگی کے لحاظ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ مصر میں نہیں۔ قادیان میں رہتے ہیں۔ ان کے علم کا ہر اس شخص کو اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ جو ان سے ایک دفعہ گفتگو کر لیتا ہے۔ میں جب انہیں گفتگو کرتے دیکھتا ہوں۔ تو محسوس ہونے لگتا ہے۔ کہ مرحوم حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ تعالےٰ کی روح بول رہی ہے۔ اسی طرح کلام میں روانی۔ دلائل میں قوت۔ ہر ایک بات کی تہ میں اتر جانا۔ اور اس کے اندر وسعت پیدا کرنا۔ آہستہ آہستہ جھومتے رہنا۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ دائمی رہتی ہے ان دنوں جبکہ میں پہونچا۔ انہوں نے عیسائی کیمپ پر حملہ شروع کیا ہوا تھا۔

یہاں تین چار مسیحی جماعتیں ہیں۔ ان کے کیمپ پر جا کر منیر اور شمس نے ہجوم کیا۔ اور ان کی زبانیں جو اس سے پیشتر اسلام کے خلاف چلتی تھیں۔ بند کر دیں۔ مسیحی منّاد جو روزانہ یہاں کے علماء کو تنگ کرتے تھے۔ احمدی مبلغین کی دلائل سُن کر دنگ رہ گئے۔ اور بول اُٹھے۔ کہ ہم احمدیوں سے بحث نہیں کرتے۔ ان مباحثات کا یہ اثر ہوا۔ کہ نوجوانوں کی ایک جماعت مولوی جلال الدین صاحب کی طرف مائل ہو گئی۔ اور اسلام کی تعلیم سننے لگی۔ ان نوجوانوں میں سے ایک مسیحی ہو چکا تھا۔ اس نے مسیحیت کے طوق کو اپنے گلے سے اتارا۔ اور اسلام قبول کر کے احمدیت میں داخل ہو گیا۔ دو اور نوجوان اس کے ساتھ سلسلے میں داخل ہوئے۔ اس طرح ان مباحثات کے نتیجہ میں تین نوجوان ہمیں ملے۔ باقی نوجوانوں پر بھی گہرا اثر ہے۔ اور وُہ احمدیت کے اثر کو قبول کرنے لگ گئے ہیں۔

عیسائی حلقوں میں بہت شور پڑ گیا۔ اور ان کو سخت پریشانی ہوئی۔ احمدی مبلغ کے دلائل کی طاقت دیکھ کر ایک دن ایک عیسائی پطرس نامی نے کہا۔ کاش تم مسیحی مشنری ہوتے عیسائیت کے لئے تمہارا وجود خسارا ہے۔ احمدی مبلغ نے کنیسہ امریکان میں شیخ کامل منصور سے۔ ڈاکٹر فلبس امریکان سے اور کوبری ہمیون پر انجمن تبشیر المسیحی کے انچارج سے جمعیۃ شرف میں پادری پطرس اور وہاں کے سکرٹری سے۔ اور ایک اور انجمن انجیل للجمیع میں مباحثات کئے۔ اور خدا تعالےٰ نے کامیابی دی۔

اب جبکہ عیسائیوں نے مباحثات سے انکار کر دیا ہے احمدی مشنری نے دوسرا حملہ ایک ٹریکٹ کے ذریعہ سے ان پر کیا ہے۔ جو دو ہزار شائع کیا گیا ہے۔ اس ٹریکٹ کا نام تحقیق الایمان ہے۔ اگر کوئی احمدی دوست اس جہاد میں شریک ہونا چاہیں تو وُہ پانچ دس روپے کے ٹریکٹ اپنی طرف سے مفت تقسیم کرا دیں۔ اس سے یہ بھی فائدہ ہوگا۔ کہ اس روپے سے آئندہ دوسرے ٹریکٹ شائع کئے جاسکیں گے۔ محمود احمد عرفانی۔ از مصر

طلبائے مدرسہ احمدیہ اور تبلیغ

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت مدرسہ احمدیہ کے طلباء مختلف دیہات میں جو قادیان کے ارد گرد واقعہ ہیں۔ ہفتہ وار تبلیغ کے لئے جاتے ہیں۔ اس سے طلباء کو لیکچر دینے کی مشق بھی ہوتی ہے۔ اور غیر احمدیوں کے ساتھ مباحثات کا تجربہ بھی۔

جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے اس کام کی رہنمائی کے لئے ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے۔ اور مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل کو مقرر فرمایا ہے۔ ہماری تبلیغی رپورٹوں پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اظہار خوشنودی فرماتے ہیں۔

خاکسار حامد علی۔ حیدر آبادی
تبلیغی سکرٹری بورڈنگ احمدیہ۔ قادیان دارالامان

دعوت و تبلیغ کی ضروری اطلاعات

(۱) جن احباب کو اشتہار "ندائے ایمان نمبر ۱" ان کی مطلوبہ تعداد سے کچھ کم یا بہت کم ملا ہے۔ ان کی خدمت میں اطلاع ہو۔ کہ تیسری مرتبہ چھپوانے پر بھی ان کے آرڈر وصول ہونے کے وقت بہت تھوڑی تعداد میں رہ گیا تھا۔ جو حصہ رسدی بھجوا دیا گیا۔ اور اب بالکل ختم ہے۔ چوتھی مرتبہ نہیں چھپوایا جائے گا۔ اسی طرح جن احباب کو باوجود ان کی درخواست کے اشتہار نمبر ۱ بالکل نہیں پہنچا وہ بھی یہی سمجھ لیں۔ کہ ان کی درخواست ایسے وقت پہنچی۔ جبکہ اشتہار مطلق ختم ہو چکا تھا۔ اور باوجود انتظار کے ۲۸۔ فروری تک اتنے آرڈر نہیں آئے۔ کہ چوتھی مرتبہ چھپوانے کا انتظام کیا جاتا۔ اسی وجہ سے میں نے بعض اصحاب کے منی آرڈر وصول نہیں کئے۔ جو ان کو واپس مل جائیں گے۔ (۲) جن احباب نے دفتر محاسب کے ذریعہ سے کوئی رقم اشتہار نمبر ۱ کے متعلق بھیجی ہے۔ اور ان کو اشتہار نہیں پہونچے۔ وہ سمجھ لیں۔ کہ دفتر دعوت و تبلیغ نے ان کی مرسلہ رقم اسی وجہ سے وہاں سے وصول نہیں کی۔ کہ اشتہار ختم ہے۔ اور اب نہیں چھپوایا جائے گا۔ انہیں چاہیئے۔ کہ دفتر محاسب میں خط لکھ کر مرسلہ رقم اپنے کسی حساب مثلاً چندہ وغیرہ میں جمع کرا لیں۔ یا واپس منگوا لیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں پہلے اعلان کر چکا ہوں۔ یہ دفتر اس قسم کا کوئی روپیہ وصول نہیں کرے گا جس کے وصول کرنے سے شخصی کھاتہ جات کھولنے پڑیں۔ بعض احباب پر یہ امر ضرور ناگوار گزرے گا لیکن جب مجھے اس کام کے لئے کوئی زائد آدمی نہیں دیا گیا تو میں موجودہ عملہ سے صرف اسی حد تک کام لے سکتا ہوں جس حد تک کسی نقصان کا احتمال نہ ہو۔ اور آسانی کے ساتھ حسابات رکھے جا سکیں۔

(۳) اشتہار نمبر ۲ کا کام اب عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ اور صرف انہی آرڈروں کی تعمیل ہو سکے گی۔ جو ۲۰ مارچ تک مل جائیں گے اس کے بعد موصول ہونے والے آرڈروں کی عدم تعمیل کی شکایت خود آرڈر دہندوں پر ہو گی۔ پس جو دوست اشتہار نمبر ۲ منگانا چاہیں وہ ۲۰ مارچ سے پہلے پہلے دفتر میں اطلاع بھیج دیں۔ کہ انہیں کس قدر تعداد میں اشتہار مطلوب ہے۔ اس طرح یہ بھی فائدہ ہوگا۔ کہ بار بار طباعت کا خرچ نہ ہوگا جس کی وجہ سے شاید قیمت میں بھی کچھ کمی ہو جائے (۴) جن دوستوں نے اشتہارات کی مستقل خریداری کے متعلق آرڈر دئے ہیں۔ انکی خدمت میں اطلاع ہو۔ کہ کثرت کار کی وجہ سے ان کے نام درج نہیں ہوئے وہ بھی دوبارہ اطلاع دیں۔ کہ اشتہار نمبر ۲ انہیں کس قدر تعداد میں مطلوب ہے۔

(۵) جو دوست اشتہارات بذریعہ پارسل منگوانا چاہیں۔ انکی اپنی ذمہ داری پر اشتہارات ریلوے پارسل کے ذریعہ سے بھیجے جائینگے۔ اور بلٹی وی۔ پی کر دی جائے گی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

پنجاب کونسل میں امتناع شراب کی قرارداد

سرکاری اور بعض غیر سرکاری ارکان کا افسوسناک رویہ

مجلس وضع قوانین پنجاب کے حال کے اجلاس میں جو زیر صدارت سر چوہدری شہاب الدین صاحب ۲۶ فروری سنہ ۱۹۳۰ء کو منعقد ہوا۔ رائے بہادر لالہ موہن لال نے پنجاب میں امتناع شراب نوشی کے متعلق ایک نہایت ضروری اور مفید تجویز پیش کی جس کا مفاد یہ تھا۔

"یہ کونسل حکومت سے سفارش کرتی ہے۔ کہ

(۱) پنجاب میں شراب کی قطعی ممانعت کی حکمت عملی کا اعلان کیا جائے۔

(۲) اس پالیسی کو آئندہ پندرہ سال کے اندر اندر عملی جامہ پہنانے کے لئے تدابیر اختیار کی جائیں۔ اور

(۳) اس کے پروپیگنڈے کے لئے بجٹ میں سالانہ پچاس ہزار روپے کی رقم مہیا کی جائے"

افسوس یہ تحریک ۲۲ کے مقابلہ میں ۲۸ آراء سے مسترد ہو گئی اور زیادہ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ سرکاری ارکان کونسل کے علاوہ پانچ سکھ۔ دو ہندو اور ایک مسلمان ممبر نے بھی اس کے خلاف رائے دی۔

سرکاری ارکان کی مخالفت کی وجہ تو سمجھ میں آسکتی ہے اور وہ یہ کہ حکومت کو اس مد کے ذریعہ جو بہت بڑی رقم سالانہ حاصل ہوتی ہے۔ نہ صرف وہ بند ہو جاتی۔ بلکہ اس بندش کے لئے اور روپیہ خرچ کرنا پڑتا۔ لیکن کونسل کے بعض منتخب شدہ ممبروں اور خاص کر سکھوں نے کیا فائدہ دیکھا۔ جنہوں نے انسداد شراب کے خلاف رائیں دے کر اس تحریک کو مسترد کرا دیا۔ بے شک ہندوؤں کی طرح سکھوں کو بھی ان کا مذہب شراب نوشی سے منع نہیں کرتا۔ لیکن اس ام الخبائث کے نقصانات اور مضرات اس قدر واضح اور روشن ہیں۔ کہ کوئی معقولیت پسند ان کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور جو لوگ عوام کے فوائد کی حفاظت کرنے کے دعویدار بن کر اور ان کی نمائندگی کا بوجھ اپنے کندھوں پر رکھ کر کونسل میں داخل ہوئے ہوں۔ ان کا فرض ہونا چاہئے۔ کہ وہ ذاتی رجحان اور ذاتی پسندیدگی پر عوام کے فائدہ کو مقدم کرتے ہوئے انہیں نقصانات سے بچانے کی کوشش کریں اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ جن ارکان کونسل نے انسداد شراب کی تحریک کی مخالفت کی۔ وہ ان لوگوں کے متعلق اپنے فرض منصبی کی ادائگی سے قطعاً قاصر ہے۔ جنہوں نے اپنے نمائندے بنا کر انہیں کونسل میں بھیجا۔ اور وہ اتنی بڑی کوتاہی کے مرتکب ہوئے ہیں کہ اس کی جواب دہی ان کے ذمہ ہے۔

ہمیں سب سے زیادہ افسوس بلکہ رنج اس مسلمان ممبر کے متعلق ہے۔ جس نے اس تحریک کے خلاف رائے دی۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ کوئی مسلمان ممبر ہی اس تحریک کو پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا۔ کیونکہ اسے اس کا مذہب آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل شراب کے نقصانات سے واضح الفاظ میں آگاہ کر چکا۔ اور اس کے امتناع کی طرف توجہ دلا چکا ہے۔ لیکن اگر کسی مسلمان رکن کونسل کو اس کی توفیق نصیب نہیں ہوئی تھی۔ تو اس کی کیا ضرورت تھی۔ کہ کوئی مخالفت پر کمر کس کر تیار ہو جاتا۔ اور اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے تیار ہو جاتا۔ کہ

"مسلمان کو مذہباً شراب ہی نہیں۔ بلکہ تمام مسکرات کے استعمال کی ممانعت ہے"

اور سب سے بڑی دلیل یہ پیش کرتا۔ کہ

"اگر ایک مسلمان قرآن کے حکم کے باوجود بھی شراب پیتا ہے، تو وہ زبردستی قانون بنا دینے سے کیسے رکے گا"

اگر اس وجہ سے انسداد شراب کے متعلق قانون بنا دینا فضول ہے۔ تو کیا یہ ممبر صاحب ان قوانین کو بھی فضول قرار دینے کی جرأت کریں گے۔ جو چوری۔ ڈاکہ۔ قتل۔ غبن۔ دھوکہ وغیرہ کے متعلق نافذ ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں۔ جو قرآن کے حکم کے باوجود ان کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر ان قوانین کا ہونا ضروری ہے۔ اور ان سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے تو پھر انسداد شراب کا قانون بن جانے سے بھی یقیناً فائدہ پہنچیگا

ہم جہاں ایسی بودی اور نکمی دلیل کی بناء پر اس تحریک کی مخالفت کرنے والے مسلمان رکن کونسل کے متعلق اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وہاں ہم ان ممبر صاحبان کو ان کی فرض شناسی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ جنہوں اس تجویز کی پر زور حمایت کی۔ اور اسے بہت ضروری ثابت کیا۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ حکومت جو لوگوں کی چیخ و پکار کے باوجود شاردا ایکٹ جیسے قانون تمدنی اور معاشرتی اصلاح کے نام سے نافذ کر سکتی ہے۔ وہ ملک کے مطالبہ پر شراب کی سی تباہ کن اور اخلاق کش چیز کے امتناع کی طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتی۔ اور کیوں غربت زدہ اور فاقہ کش لوگوں کو مزید تباہی و بربادی سے بچانے کی کوشش نہیں کرتی۔ بے شک حکومت کو محکمہ آبکاری کی آمدنی کا خسارہ برداشت کرنا پڑے گا لیکن یہ خسارہ خواہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ پھر بھی ایسا نہیں جو ملک کی خوشحالی کے قیام۔ اخلاق کی حفاظت اور جرائم کے انسداد کے لئے برداشت نہ کیا جا سکے۔ اس تجویز کے محرک نے نہایت قابلیت کے ساتھ اپنی تقریر میں ان امور کی طرف حکومت کو توجہ دلائی۔ اور بیان کیا۔ کہ

"امریکہ میں کلی امتناع مے نوشی کی پالیسی سے ملک کو بہت فائدہ پہونچا ہے۔ اس امتناعی قانون سے پیشتر امریکہ میں عوام کی حالت بہت خراب تھی۔ وہ لوگ پہلے جو روپیہ شراب خوری پر ضائع کرتے تھے۔ وہ اب اپنے بچوں کی تعلیم اور دیگر نیک کاموں میں لگاتے ہیں۔ اگر پنجاب میں بھی کلی امتناع کی پالیسی رائج کر دی جائے۔ تو ڈاکوؤں قتل اور دیگر جرائم میں بھی کمی ہو جائے گی اگر صوبہ کو شراب خانہ خراب کے اثر سے بچا لیا جائے۔ اور صوبہ خوشحال ہو جائے۔ تو حکومت کو آبکاری کی آمدنی کا جو خسارہ ہوگا۔ وہ نیا ٹیکس لگا کر پورا ہو سکتا ہے"

لیکن افسوس کہ سرکاری ممبروں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور وزیر زراعت کے غیر تسلی بخش جواب کے بعد اس تحریک کو مسترد کر دیا گیا۔ ہم حکومت پنجاب کے اس رویہ پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ملک اور قوم کے ہمدرد ارکان کونسل سے کہیں گے۔ کہ وہ اس بارے میں اپنی جد و جہد جاری رکھیں۔ گورنمنٹ ایسی اہم اور ضروری تحریک کو کچھ عرصہ کے لئے تو ٹال سکتی ہے لیکن ہمیشہ کے لئے نہیں ٹال سکتی۔ آخر اسے اس کی اہمیت تسلیم کرتے ہوئے اہل ملک کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ اور اس کے لئے کوشش کرنے والوں کا یہ نہایت عظیم الشان کارنامہ ہوگا۔

دونوں مسلم لیگوں کا الحاق

یہ نہایت افسوسناک بات تھی۔ کہ مسلمانوں کی واحد سیاسی انجمن مسلم لیگ میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ لیگ دو حصوں میں منقسم ہو چکی تھی۔ جو جناح لیگ اور شفیع لیگ کہلاتے تھے۔ یہ صورت درد مندان قوم کے لئے بے حد تکلیف دہ تھی۔ اور وہ دونوں کو متحد دیکھنے کے لئے آرزومند تھے۔ حال میں مسلم لیگ کے اجلاس کا ایجنڈا جب ہمیں بغرض اشاعت موصول ہوا تو ہم نے اسے شائع کرتے ہوئے ذمہ دار ارکان کو متحد ہونے کی ضرورت بتاتے ہوئے لکھا تھا:۔

"سب سے اول اتحاد پیدا کرنا چاہیئے۔ اور پھر مل کر اسلامی حقوق کی حفاظت میں لگ جانا چاہیئے"۔ (الفضل ۴ فروری)

اب ہمیں یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی۔ کہ ہماری یہ خواہش بر آئی۔ چنانچہ لیگ کے اجلاس منعقدہ ۲۸۔ فروری بمقام دہلی میں تالیوں کے شور کے درمیان یہ اعلان کیا گیا۔ کہ لیگ کی دونوں شاخیں متحد ہو گئی ہیں۔ اور سر محمد شفیع اور مسٹر محمد علی جناح ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے۔ اب لیگ کا فرض ہے کہ پوری طرح مسلم حقوق کی حفاظت میں لگ جائے۔ اور پوری کوشش و جدوجہد سے مسلم لیگ کو اس مقام پر لے آئے۔ کہ وہ صحیح معنوں میں مسلمانوں کی سیاسی نمائندگی کا حق ادا کر سکے۔ مسلم لیگ نے بہت وقت غفلت اور اندرونی کشمکش میں کھو دیا ہے۔ اسے نہ صرف گذشتہ کوتاہیوں کی تلافی کرنی چاہیئے۔ بلکہ آئندہ پوری تندہی سے کام کرنا چاہیئے ۔

حکومت پنجاب کی مالی مشکلات

۲۸ر فروری سنہ ۱۹۳۰ء کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں سنہ ۳۱-۱۹۳۰ء کا بجٹ پیش کرتے ہوئے سر الیگزینڈر رسٹو وزیر خزانہ نے جو تقریر کی۔ اس میں کہا۔

"تمام محکمہ جات میں بے حد کفایت شعاری اور تخفیف کے بعد ہم اس سال کے میزانیہ کا توازن قائم رکھنے میں کامیاب ہو سکے ہیں۔ . . . . نصلات کی شدید ناکامی کی وجہ سے ۱۱۳۳۔ لاکھ کی متوقع آمدنی صرف ۱۰۶۵۔ لاکھ رہ گئی۔ مالیہ کی وصولی میں افسوسناک کمی ہو گئی۔ محصول چنگی اور انکم ٹیکس میں ۱-۲۴۔ لاکھ کی کمی واقعہ ہوئی۔ اصل میزانیہ کی آمدنی ۱۱۴۹۔ لاکھ سے ۱۱۰۴۔ رہ گئی۔ سیلابات وغیرہ کی وجہ سے حکومت کو اسی لاکھ روپیہ خرچ کرنا پڑا۔

ان تمام نقصانات کی وجہ آپ نے آفات سماوی بیان کیں جو مختلف اوقات میں طوفان۔ شدید بارش اور امساک باراں وغیرہ کی شکل میں ظاہر ہوتی رہیں ۔

اس تقریر سے جہاں یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ حکومت کو گذشتہ سال سخت مالی مشکلات کا سامنا ہوا۔ جن کی وجہ سے کئی ایک ضروری کام اسے روکنے پڑے۔ وہاں یہ بات بھی بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ اہل پنجاب کی مالی حالت کیا ہے۔ مالیہ انکم ٹیکس اور محصول چنگی میں کمی کے یہی معنے ہیں۔ کہ زمیندار اور تاجر پیشہ وغیرہ ہر طبقہ کی حالت دگرگوں ہے ۔

جبکہ حکومت کو جس کے ذرائع آمدنی اس قدر وسیع اور وصولی کے انتظامات اس قدر زبردست ہیں۔ آفات سماوی کی وجہ سے اس قدر مالی پریشانی کا شکار ہونا پڑا۔ تو بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو جو غرباء پر مشتمل ایک قلیل جماعت ہے۔ کس قدر دشواریاں پیش آئی ہونگی۔ لیکن جماعت احمدیہ کی یہ ہمت کہ اس نے باوجود اس تنگی کے اپنے کاموں کو بند نہیں ہونے دیا۔ اور کوئی قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ اس بات کا بین ثبوت ہے۔ کہ یہ جماعت اپنے اندر خاص تڑپ اور دینی خدمت کے لئے خاص جوش رکھتی ہے ۔

ان حالات میں سلسلہ کا مالی لحاظ سے زیر بار ہو جانا ایک قدرتی امر تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس وقت روپیہ کی بہت کمی محسوس ہو رہی ہے۔ لیکن ہم اپنے مخلص اور پُرجوش بھائیوں سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اس صورت کو جلد سے جلد روبہ اصلاح لانے کی کوشش کرینگے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و مددگار ہو۔

اذان کے متعلق پنجاب کونسل میں سوال

۲۸۔ فروری کے اجلاس کونسل میں ڈاکٹر سر محمد اقبال نے دریافت کیا۔ کہ کیا صوبہ میں ایسے گاؤں ہیں۔ جہاں مسلمانوں کو اذان دینے کی اجازت نہیں۔ اور اگر ہیں۔ تو حکومت اس تکلیف کے ازالہ کے لئے کیا کرنا چاہتی ہے ۔

اس کے جواب میں مسٹر رسٹو وزیر خزانہ نے کہا۔ "سوائے ظفروال کے کسی جگہ سے ایسی شکایت نہیں ملی۔ وہاں بھی فیصلہ ہو گیا ہے"۔

وزیر خزانہ کا یہ جواب دفتری لحاظ سے درست ہو۔ تو ہو۔ ورنہ حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ اس وقت پنجاب میں ایک دو نہیں۔ بہت سے ایسے دیہات ہیں۔ جہاں مسلمانوں کو اذان دینے سے غیر مسلموں نے روک رکھا ہے۔ چونکہ یہ ایسے ہی دیہات ہیں۔ جہاں کے کمزور مسلمان جابر سکھوں کے رعب سے اس جبر کے خلاف آواز بلند کرنے کی جرأت ہی نہیں رکھتے۔ اس لئے گورنمنٹ یہ کہکر اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دینا چاہتی ہے۔ کہ اس کے پاس کسی جگہ سے اذان کی بندش کی شکایت نہیں پہنچی۔ حالانکہ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ جہاں جہاں رعایا کے کسی طبقہ کے جائز حقوق غصب کئے جاتے ہوں۔ وہاں کے متعلق پوری واقفیت رکھے۔ اور اس کے انسداد کا انتظام کرے ۔

ہمارے نزدیک مسلمان بھی اس بارے میں بہت حد تک قصوروار ہیں۔ کہ وہ اپنے جائز حقوق حاصل کرنے کے لئے بھی جدوجہد نہیں کرتے۔ اور غیر مسلموں کے جبر و تشدد کی اطلاع ارکان حکومت تک نہیں پہونچاتے۔ اگر حکومت کے پاس اذان کی بندش کے متعلق شکایات پہونچ چکی ہوتیں۔ تو کونسل میں وزیر خزانہ اس طرح اس سوال کو نہ ٹال سکتے۔ اور حکومت کو مسلمانوں کی یہ تکلیف رفع کرنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ اقرار کرنا پڑتا۔ ضرورت ہے کہ ایسی اطلاعات مہیا کرنے کا انتظام کیا جائے۔ کہ کہاں کہاں مسلمانوں کو غیر مسلموں نے اذان دینے سے روک رکھا ہے۔ اور پھر حکومت کو اس کے دفعیہ کی طرف متوجہ کیا جائے پھر اگر حکومت اس طرف دھیان نہ دے۔ تو کونسل میں سوال اٹھایا جائے ۔

شراب کی بندش کا امریکہ پر اثر

اس وقت جبکہ گورنمنٹ پنجاب کے وزیر زراعت کے یہ الفاظ فضا میں گونج رہے ہیں۔ کہ امریکہ میں امتناع شراب کا تجربہ ناکام ثابت ہوا ہے۔ امریکہ کے متعلق حسب ذیل معلومات کا نہایت دلچسپی سے مطالعہ کیا جائے گا۔

"امریکہ نے شراب آج سے دس سال پیشتر بند کی تھی۔ اس دوران میں حکومت امریکہ تقریباً ساڑھے پانچ کروڑ پونڈ کا نقصان اٹھا چکی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں سیونگ بنکوں کی امانتیں اور بیمہ کمپنیوں کے سرمایوں میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ اور زیادہ لوگوں نے اپنے مکانات بنا لئے ہیں"۔ (انقلاب ۲ر مارچ)

ظاہر ہے۔ کہ دس سال کے قلیل عرصہ میں امتناع شراب کا جو خوشگوار اثر اہل امریکہ پر ہوا ہے۔ وہ بہت امید افزا اور خوش کن ہے۔ اور حکومت کو اس کے مقابلہ میں رقم خطیر کے نقصان کی کوئی پرواہ نہیں۔

اگر ہندوستان میں بھی اہل ہند کی اپنی حکومت ہو۔ تو یقیناً وہ بھی ملک کی خوشحالی اور فارغ البالی کے مقابلہ میں کسی نقصان کی پرواہ نہ کرے اور امتناع شراب کے لئے قانون بنانا اپنا فرض سمجھے۔ موجودہ حکومت کو چاہیئے۔ وہ اہل ملک کے متعلق ایسا رویہ رکھے۔ کہ وہ اسے اپنا خیر خواہ اور مددگار یقین کریں۔ نہ کہ اپنے فوائد کو اہل ملک کے فوائد پر مقدم کرنے والی سمجھیں۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ نقصان اٹھا کر بھی فوائد عامہ کے لئے قوانین بنانے سے دریغ نہ کرے ۔

حضرت مسیح موعودؑ پر بخل کا غلط الزام

مولوی ثناء اللہ صاحب اخبار "اہلحدیث" ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء میں لکھتے ہیں:۔

"آجتک مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ چلا آیا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین (بمعنی آخری نبی) ہیں۔ مگر مجدد قادیانی نے اس عقیدے میں تجدید کی۔ کہ نبوت تشریعی (کاملہ) ختم ہے۔ بروزی اور ظلی جاری ہے۔ یہ تجدید جاری کر کے مجدد قادیانی نے باب نبوت تو کھولدیا۔ مگر اس میں یہ بخل کیا۔ کہ نبوت ہی نہیں۔ بلکہ ولایت کو بھی اپنی امت کے لئے مخصوص کر لیا"

بخل کا یہ اعتراض کوئی نیا نہیں۔ خدا تعالےٰ اور اس کے پاک رسولوں پر ہمیشہ سے اہل باطل کی طرف سے ہوتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ یہود نامسعود نے ذات باری تعالےٰ پر اعتراض کیا تھا۔ ید اللّٰہ مغلولۃ (سورہ مائدہ) کہ اللہ کا ہاتھ تنگ ہو گیا ہے۔ اور اب وہ ہم سے بخل کرتا ہے پھر کیا "مجدد قادیانی" کا "بخل" حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس "بخل" سے بڑھکر ہے جس کا ذکر سورہ صٓ میں اس طرح آیا ہے۔ قال رب اغفرلی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی۔ کہ اے میرے رب میرے جیسی بادشاہت میرے بعد کسی کو نہ دینا۔ اور دیکھئے۔ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی "مجدد قادیانی" کی طرح "بخل" کیا تھا۔ چنانچہ جب اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ انی جاعلک للناس اماما۔ کہ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤنگا تو حضرت ابراہیمؑ نے جناب باری میں عرض کی ومن ذریتی۔ کہ اے میرے مولا میرے تبعین اور میری ذریت میں بھی امامت اور نبوت کا سلسلہ جاری رکھنا۔ گویا حضرت ابراہیمؑ نے بعینہٖ "مجدد قادیانی" کی طرح نبوت اور امامت کو اپنی ذریت کے لئے مخصوص کر لیا۔

دراصل اس تخصیص کو بخل قرار دینا چودھویں صدی کے علماء کا ہی کام ہے۔ ورنہ ہر ایک عقل و خرد رکھنے والا انسان سمجھتا ہے۔ کہ جس طرح کسی حکومت کا کوئی باغی اس کے کسی عہدہ جلیلہ پر متعین نہیں ہو سکتا اسی طرح خدا تعالےٰ کے کسی نبی کا منکر خدا تعالےٰ کی طرف سے کسی روحانی منصب پر فائز نہیں ہو سکتا۔ یہ شرف اسی کو حاصل ہو سکتا ہے۔ جو لانفرق بین احد من رسلہ کے ارشاد خداوندی کے ماتحت تمام رسولوں پر ایمان لاتا ہے۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی خدا کے رسول ہیں اسلئے ہر ایک روحانی درجہ حاصل کرنے کے لئے آپ پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا۔ اور کوئی انسان آپ سے علیحدہ رہ کر سچا مومن بھی نہیں بن سکتا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے آجتک کے مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین (بمعنی آخری نبی) ہیں۔ مگر مجدد قادیانی نے اس عقیدہ میں تجدید کی کہ نبوت تشریعی (کاملہ) ختم ہے۔ بروزی اور ظلی جاری ہے" حالانکہ خود مولوی صاحب کے مجدد اور امام نواب صدیق حسن خاں لکھ گئے ہیں:۔

"حدیث لا نبی بعدی آیا ہے۔ اس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ لاوے گا" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲) ۴۴

اشارات

پنجاب کونسل میں شراب کے امتناع کلی کی تحریک پر جب اچھا خاصہ باب مناظرہ کھل گیا۔ تو آنریبل وزیر زراعت نے مخالفت میں یہ دلیل پیش کی۔ کہ دُنیا کے کسی ملک میں آج تک کلی امتناع عمل میں نہیں آسکا۔ اس پر ایک مسلمان ممبر نے خطۂ عرب کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا "وہاں پیغمبر اسلام کی زبان سے نکلے ہوئے دو امتناعی لفظ سن کر ہی اہل عرب نے جن کی گھٹی میں بادہ خواری پڑی تھی۔ شراب کے تمام ظروف توڑ دئے تھے"

اس سے بلاشبہ وزیر زراعت کا استدلال تو پاش پاش ہو گیا۔ لیکن کسی مسلمان کے لئے جو کونسل کے ذریعہ شراب کے امتناع کلی کی قرارداد پاس کرانے کی ضرورت سمجھ رہا ہو۔ یہ خوشی اور فخر کا نہیں۔ بلکہ رنج اور ماتم کا مقام ہے۔ کہ آج مسلمان کہلانے والوں اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھنے والوں کے بڑے حصہ کی حالت اس درجہ افسوس ناک ہو چکی ہے۔ کہ ان کے نزدیک خُدا اور اس کے رسول کا امتناع کوئی اثر نہیں رکھتا۔ اور ان کے لئے کونسل سے قانون پاس کرانے کی ضرورت لاحق ہے اگر مسلمان واقعہ میں مسلمان ہوتے۔ تو آج ان کے لئے اس قسم کی قرارداد کی حاجت ہی نہ پیش آتی۔

پیغمبر اسلامؐ نے شراب کے امتناع کلی کے متعلق جو "دو لفظ" فرمائے تھے۔ وُہ اہل عربؐ کے لئے ہی نہ تھے۔ بلکہ دنیا کے ان تمام لوگوں کے لئے تھے۔ جنہیں آپ کی غلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اور صرف اسی زمانہ کے لئے نہ تھے۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے تھے۔ پھر آج جو لوگ مسلمان کہلا کر ان کی پرواہ نہیں کرتے۔ انہیں کچھ تو غیرت سے کام لینا چاہئیے کیا وُہ ان لوگوں میں شامل ہو کر جو کونسل سے امتناعی قانون پاس کرانے کی ضرورت پیدا کر رہے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول کے صریح حکم کی تحقیر کے مرتکب نہیں ہو رہے ہے۔

گاندھی جی عدم تشدد پر عامل رہ کر "کامل آزادی" حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور انہوں نے اس عقیدہ کو بنیاد قرار دیتے ہوئے اپنا آخری چیلنج وائسرائے ہند کے پاس بھیجدیا ہے۔ لیکن ان کے پیرووں کا خیال ہے۔ کہ کامل آزادی تو الگ رہی۔ ملک کی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی بھی عدم تشدد کے ذریعہ نہیں کی جاسکتی۔

"لاہور کے مشہور خادم وطن پانڈہ سنت رام "جب حال ہی میں نو ماہ تک قید فرنگ میں رہ کر لاہور پہنچے" تو ان کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس میں ڈاکٹر ستیہ پال جی نے تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا۔ کہ ملک کی حالت خود بخود بدل جائیگی۔ بلکہ میرا تو یہ خیال ہے۔ کہ ہمیں ملک کی قسمت کو بدلنے کے لئے خون بہانا ہوگا" (زمیندار ۵ مارچ)

اس میں تو شک نہیں۔ کہ "خون بہانے" سے ملک کی حالت بدل جائے گی۔ لیکن سوال یہ ہے۔ ایسی تبدیلی اہل ہند کے۔ ہوگی۔ یا مضر۔ اگر کوئی بے سر و سامان۔ کمزور اور ناتوان مسلح اور طاقتور کے مقابلہ میں خون بہانے کا تہیہ کر کے نفع حاصل کرے تو ملک کی قسمت کو بدلنے کیلئے خون بہانیوالوں کو بھی کچھ امید رکھنی چاہئیے۔ ہاں اگر نفع سے قطع نظر خون بہانا ہے۔ تو پھر

گاندھی جی یہ اعلان کرنے کے بعد کہ "کامل آزادی" حاصل ہونے پر کوئی ایسا فیصلہ نہ کیا جائے گا۔ جس سے کسی اقلیت کو اتفاق نہ ہو۔ مسلمانوں کو بھی دعوت دے رہے ہیں۔ کہ وُہ اس خشک وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ اور کامل آزادی" کی خاطر اپنی جان و مال صرف کر دیں۔ لیکن انہی دنوں خود ان کے گھر میں مسلمانوں پر جو ستم توڑا گیا ہے۔ وہ نہایت ہی شرمناک ہے

احمد آباد کے متعلق اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ یکم مارچ میونسپل کمیٹی میں ایک ہندو کبیر داس نے یہ تحریک پیش کی۔ کہ حکومت سے درخواست کی جائے۔ کہ چار سال سے کم عمر کے بچھڑے ذبح کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ مسٹر ولی اللہ نے اس پر اعتراض کیا۔ مگر صدر نے اعتراض مسترد کر دیا۔ مسلمان ارکان نے اس تحریک کی مخالفت کی۔ اور کہا۔ یہ ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت ہے اس کے بعد پانچ مسلمان ممبر بطور احتجاج اجلاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ اور تحریک منظور ہو گئی۔ (انقلاب ۶ مارچ)

جب گاندھی جی کے مسکن میں اس وقت مسلمانوں کے ایک مذہبی حق پر ان کی اقلیت کی وجہ سے اس دیدہ دلیری کے ساتھ دستاندازی کی جا رہی ہے تو کامل آزادی حاصل ہونیکے بعد ہندوستان کے طول و عرض میں اکثریت جو کچھ کریگی

۴۴۔ پس "مجدد قادیانی" کی یہ تجدید نہیں۔ کہ نبوت تشریعی ختم ہے۔ بلکہ پہلے خدا رسیدہ مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ یہی معنی فاضل قاری سید عبد الکریم جیلانی۔ امام شعرانی اور شیخ محی الدین ابن عربی نے لکھے ہیں۔ اور ہم حوالہ درج کر

خطبہ عید الفطر

نماز اور روزہ کی عبادات سے مجموعی سبق

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(فرمودہ ۲ر مارچ ۱۹۳۰ء)

اسلامی عبادتیں اپنے اندر کئی رنگ کے سبق رکھتی ہیں۔ بعض سبق انکے ایسے ہوتے ہیں۔ جو ان میں سے ہر عبادت سکھاتی ہے۔ اور بعض سبق ان میں سے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ایک سے زیادہ عبادتوں کی نسبت سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور بعض سبق ایسے ہیں۔ جو

ساری عبادتوں کی مجموعی حالت

سے پیدا ہوتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح خدا تعالےٰ کے پیدا کردہ عالم میں ہمیں یہ نقشہ نظر آتا ہے۔ کہ اس کا ہر فرد اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے۔ پھر دو افراد ملکر اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں۔ پھر دو سے زیادہ افراد ملکر ایک حقیقت پیدا کرتے ہیں۔ پھر سارا عالم اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے۔

انسان

کو ہی ہم دیکھتے ہیں۔ ایک مرد ہوتا ہے۔ ایک عورت۔ مرد اپنی ذات میں ایک غرض پوری کر رہا ہے۔ اور عورت اپنی ذات میں ایک غرض کو پورا کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ جہاں مرد سے خدا تعالےٰ کی قوت اقتدرت کے جلالی پہلو کا ظہور ہوتا ہے۔ وہاں عورت سے خدا تعالےٰ کے رحم اور شفقت کا ظہور ہوتا ہے۔ پھر دونوں ملکر بقا کے ظہور کا موجب ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح ان کی نسل چلتی ہے۔ تو ہر مرد بھی اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے۔ اور ہر عورت بھی اپنے اندر حقیقت رکھتی ہے۔ پھر مرد و عورت ملکر اپنے اندر ایک حقیقت رکھتے ہیں۔ پھر تمام مرد بھی ایک حقیقت رکھتے ہیں۔ اور تمام عورتیں بھی۔ پھر سارے مرد اور ساری عورتیں ملکر بھی ایک حقیقت رکھتے ہیں پھر سارے کے سارے مرد اور ساری کی ساری عورتیں بھی ساری دنیا سے ملکر ایک حقیقت رکھتی ہیں۔ پھر ساری دنیا بھی ایک حقیقت رکھتی ہے۔ پس جس طرح ہر ایک فرد کے ذریعہ۔ افراد کے مجموعہ کے ذریعہ۔ افراد کی اقسام کے ذریعہ۔ اور افراد کے سارے مجموعہ کے ذریعہ علیٰحدہ علیٰحدہ حقیقت پیدا ہوتی ہے۔ اور سب کے مجموعہ سے بھی۔ یہی حال عبادتوں کا ہے۔ اور جس طرح قانون قدرت میں ایک ترتیب اور ربط پایا جاتا ہے۔ قانون شریعت میں بھی ایک ترتیب اور ربط موجود ہے۔ مگر یہ بات صرف

شریعت اسلامیہ

کو ہی حاصل ہے۔ باقی شرائع میں نہیں۔ ان میں بھی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کی قسم کی عبادتیں ہیں۔ مگر ان کا آپس میں کوئی ربط نہ ہوگا۔ وہ ایسی ہی ہیں۔ جیسے بکھری ہوئی اینٹیں لیکن شریعت اسلامیہ کو دیکھا جائے۔ تو اس کی مثال یہ ہے۔ جیسے ہر اینٹ اپنے اندر حقیقت رکھتی ہے۔ اور پھر دیوار میں دوسری اینٹوں سے ملکر حقیقت رکھتی ہے۔ پھر سارے مکان سے ملکر حقیقت رکھتی ہے۔ یہی حال

اسلامی احکام

کا ہے۔ ہر ایک حکم اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے۔ پھر دوسرے حکم سے مل کر ایک حقیقت رکھتا ہے۔ پھر سارے کے سارے احکام ملکر حقیقت رکھتے ہیں۔ میں اس وقت اس کی

ایک چھوٹی سی مثال

نماز اور روزہ کے متعلق پیش کرتا ہوں۔ نماز اپنی ذات میں ایک سبق رکھتی ہے۔ اور روزہ بھی اپنی ذات میں ایک سبق رکھتا ہے۔ پھر نماز اور روزہ ملکر ایک سبق رکھتے ہیں اس وقت میں اسی سبق کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اگر نماز نہ ہوتی۔ صرف روزے ہوتے۔ تو یہ سبق رہ جاتا۔ اور اگر روزے نہ ہوتے۔ نماز ہی ہوتی۔ تو بھی یہ سبق رہ جاتا۔ بے شک روزے اپنی ذات میں مفید ہیں۔ اور بیشک نماز اپنی ذات میں مفید ہے۔ جس طرح اسلام کی ساری عبادتیں اپنی اپنی ذات میں مفید ہیں۔ لیکن

نماز اور روزہ ملکر

ایک نیا سبق دیتے ہیں۔ وہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے۔ ممکن ہے۔ کسی نے اس طرف توجہ دلائی ہو۔ لیکن میں نے کسی کا اس کے متعلق کوئی اشارہ نہیں دیکھا۔ کہ نماز اور روزہ میں ملکر ایک سبق پایا جاتا ہے۔

نماز کا اصل مقام طہارت ہے

جسے وضو کی حالت کہتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو وضو کر کے نماز کے لئے بیٹھ جاتا ہے۔ وہ نماز کی حالت میں ہی ہوتا ہے۔ نماز اس حالت کا انتہائی مقام ہے۔ ورنہ اصل نماز قلبی کیفیت ہے۔ جو وضو سے تعلق رکھتی ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ

وضو کی کیا حقیقت ہے

وضو کے ذریعہ جو فعل ہم کرتے ہیں۔ وہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو۔ خواہ وہ پیشاب و پاخانہ کے رنگ میں خارج ہو۔ خواہ مرد و عورت کے تعلقات کے ذریعہ خارج ہو۔ یا اور ایسے رنگوں میں خارج ہو۔ جن سے طہارت کو نقصان پہونچتا ہو۔ جیسے ہوا خارج ہو۔ غرض وضو کا مدار کسی چیز کے جسم سے نہ نکلنے پر ہے۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ

نماز کی طہارت

کا مدار اس پر ہے۔ کہ کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو۔ اسی طرح

روزہ کی طہارت

کا مدار کسی چیز پر ہے۔ اس پر کہ کوئی چیز جسم کے اندر داخل نہ ہو بے شک روزہ میں مرد و عورت کے تعلقات سے بھی روکا گیا ہے۔ مگر یہ اس لئے کہ روزہ کی حالت میں انسان کی کلی توجہ اور طرف نہ ہو۔ ورنہ روزہ کا اصل مدار کسی چیز کے جسم میں داخل نہ ہونے پر ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ روزہ کا مدار اس پر ہے۔ کہ کوئی چیز جسم میں داخل نہ ہو۔ اگر صرف نماز ہی ہوتی۔ اور وضو صرف ظاہری صفائی ہوتا۔ تو کہا جاتا۔ کہ اس سے مراد صرف ہاتھ منہ اور پاؤں کا دھونا ہے۔ اسی طرح اگر روزہ ہوتا۔ اور کوئی چھوٹی موٹی چیز کھالی جاتی۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ روزہ سے مراد فاقہ کرانا ہے۔ لیکن جسم سے کچھ خارج ہونے سے وضو کا باطل ہو جانا

ضرورت ذاتی و تجارت کیلئے نادر موقعہ

(۱)

ایک پختہ مکان بہت بڑا اندرون قصبہ بر لب شارع عام رستے کے کنارے پر ہے دو کانیں ہیں۔ اور اس مکان کے اندر ۳ مکان رہائشی الگ الگ بنے ہوئے ہیں۔ ان مکانوں کے اندر ایک کنواں بھی ہے۔ عمارت پختہ ہے۔ اور قابل فروخت ہے۔ ایک کنال زمین سے کچھ زائد رقبہ پر یہ مکانات ہیں۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔

(۲)

ایک خوشنما مکان رقبہ ۵ مرلے دار الفضل میں میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کے مکان سے قریب سستے داموں پر فروخت ہوتا ہے۔ جو احباب خریدنا چاہیں۔ وہ مجھ سے خط و کتابت کریں۔

م۔ معرفت مینجر صاحب الفضل قادیان

کمپونڈر کی ضرورت

ایک احمدی ڈاکٹر کو کراچی میں اپنی پرائیویٹ ڈسپنسری کے لئے ایک لائق تجربہ کار اور دیانت دار کمپونڈر کی ضرورت ہے۔ درخواستیں بمعہ نقول سرٹیفکیٹ تصدیق تجربہ اور یہ کہ تنخواہ کم سے کم کتنی منظور ہوگی۔ بہت جلدی آنی چاہئیں۔

شیخ رفیع الدین احمد سب انسپکٹر پولیس
سندھ سی۔ آئی۔ ڈی کراچی

شربت فولاد

شربت فولاد:۔ جوہر فولاد۔ کچلا۔ بسنکھیا۔ اور دیگر بہت سی ادویہ کا ایک لذیذ اور خوشگوار شربت ہے۔

شربت فولاد:۔ عورتوں کی خاص بیماریوں۔ مثلاً عام کمزوری رنگ کا زرد پڑ جانا اور ہسٹیریا کے لئے از حد مفید ہے۔

شربت فولاد:۔ مرض اٹھرا کا بڑا دشمن ہے۔

شربت فولاد:۔ ایام حمل میں استعمال کرنے سے بچہ تندرست اور مضبوط ہوتا ہے۔

شربت فولاد:۔ کے میٹھا ہونے سے ہر ایک عورت شوق سے استعمال کر سکتی ہے۔

شربت فولاد:۔ کا ایک چھوٹا چمچہ دن میں تین مرتبہ بعد غذا استعمال کریں۔

شربت فولاد:۔ کی ساٹھ خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے محصول ڈاک ۸/

تیار کردہ:۔ فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

وصیت نمبر ۳۱۵۵

مَیں روشن دین ولد کرم دین قوم موچی پیشہ تجارت عمر ۲۸ سال بیعت ۱۹۱۲ء ساکن مونگ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۲/۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ آمد سالانہ اس وقت دو صد روپیہ ہے میں تا زیست اپنی سالانہ آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کیوقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد روشن دین موچی بقلم خود۔

گواہ شد۔ سید حیدر شاہ مونگ بقلم خود۔

گواہ شد۔ بقلم خود خوشی محمد ساکن مونگ۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

تعطیلات ایسٹر میں کرایہ کی رعایت

ایسٹر کی تعطیلات کے لئے حسب ذیل شرح پر واپسی ٹکٹ جو ۵ مئی ۱۹۳۱ء تک قابل استعمال ہونگے۔ ۱۱ لغایت ۲۱ اپریل ۱۹۳۱ء نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام سٹیشنوں پر مل سکیں گے۔ بشرطیکہ فاصلہ ۵۰ میل سے زیادہ ہو۔

فرسٹ اور سیکنڈ کلاس

ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا تیسرا حصہ

انٹر

ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا آدھا

تھرڈ

ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا ۲/۳ حصہ

جے۔ ایچ۔ جینر	این ڈبلیو آر
چیف کمرشیل مینجر	ہیڈ کوارٹرس آف لاہور ۳۰ مارچ ۱۹۳۱ء

وصیت نمبر ۳۱۹۷
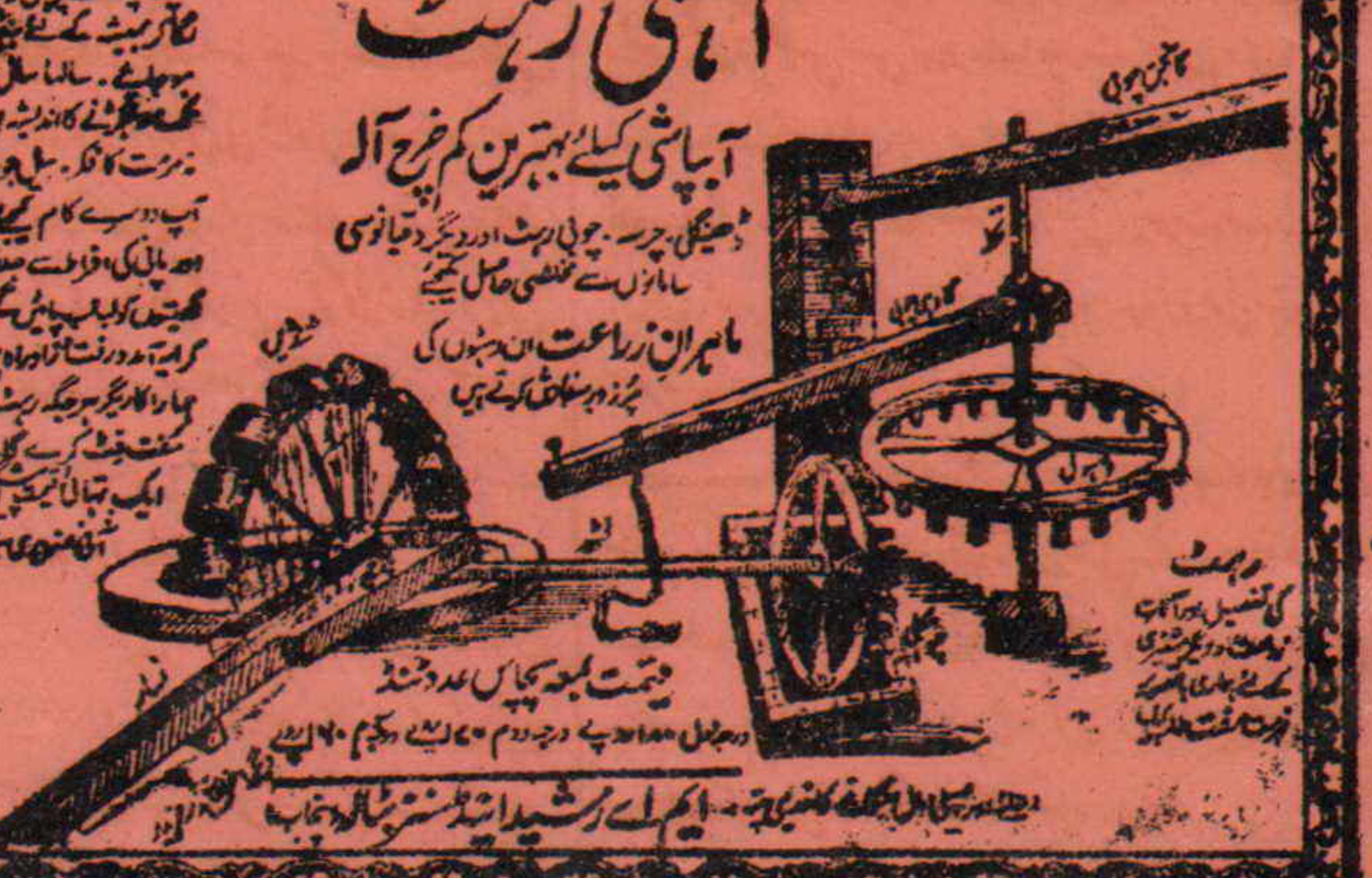
مَیں فضل داد ولد حیات محمد راجپوت پیشہ زمینداری عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۱۶ء ساکن رائے پور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ۱۰ گھماؤں اراضی واقعہ رائے پور قیمتی ۲۰۰۰/- روپیہ مکان خام مالیتی ۱۰۰/- روپیہ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور یہ بھی لکھ دیتا ہوں۔ کہ اگر بوقت وفات کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ والسلام ۲۹/۱۲/۳۰

العبد۔ فضل داد موصی۔

گواہ شد علی احمد ولد علی محمد بقلم خود۔

گواہ شد۔ احمد الدین برادر موصی بقلم خود۔

آہنی رہٹ

آبپاشی کیلئے بہترین کم خرچ آلہ

ڈھینگلی۔ چرسہ۔ چوبی رہٹ اور دیگر دقیانوسی سامانوں سے خلاصی حاصل کیجئے

ماہران زراعت ان رہٹوں کی پرزور سفارش کرتے ہیں

اپنے جانوروں کو رہٹ کے لئے بیکار ہونے سے بچائیے۔ سالہا سال ... آپ دوسرے کام کیجئے ... ایک تجارتی ...

قیمت بمعہ پچاس عدد ڈنڈ

درجہ اول ... روپے درجہ دوم ۷۰ روپے درجہ سوم ۶۰ روپے

... ایم اے رشید اینڈ سنز بٹالہ پنجاب

ہندوستان کی خبریں

—— باریسال ۱۸ مارچ - مسٹر ستین سین کو جیل کے افسروں پر حملہ کرنے کے مقدمہ میں ۶ ماہ قید سخت کی سزا دیگئی۔

—— انبالہ - ۱۵ مارچ کو آل انڈیا مسلم راجپوت کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا - قانون ساردا پر نفرت و مذمت کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا گیا۔ کہ یہ مذہب میں ناجائز مداخلت ہے۔ قوم سے ایک لاکھ ارکان بھرتی کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

—— لدھیانہ - ۱۸ مارچ - احمد گڑھ ٹرین ڈکیتی کے مقدمے میں ہرنام سنگھ اور صاحب سنگھ کو حبس دوام بعبور دریائے شور اور جسونت سنگھ اور چرن سنگھ کو دس دس سال قید کی سزا دی گئی ؛

—— نیو دہلی - ۱۷ مارچ - آج اسمبلی کے اجلاس میں سردار اجیت سنگھ جلاوطن کے متعلق ایک سوال کے جواب میں مسٹر جیمز کریرار نے کہا۔ کہ حکومت کو ان کے موجودہ قیام کا کوئی علم نہیں۔ اور حکومت پنجاب نے ان کی واپسی پر کوئی قید عاید نہیں کر رکھی۔ اگر وہ واپسی کے لئے مراعات حاصل کرنے کی غرض سے کوئی درخواست کریں۔ تو اس پر غور کیا جائیگا۔

—— لاہور - ۱۷ مارچ - ہز ایکسی لنسی گورنر پنجاب نے اسلامیہ کالج لاہور کے جلسۂ تقسیم انعامات میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مسلمانان پنجاب کی تعلیمی حالت بنگال آسام اور سندھ وغیرہ صوبوں کے مسلمانوں کے مقابلہ میں نہایت عمدہ ہے۔

—— معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان کے ایک مشہور سیٹھ نے مسٹر گاندھی کو تحریک ستیاگرہ کے لئے ۲ لاکھ روپیہ دیا ہے ؛

—— ہردوار - ۱۷ مارچ - گورو کل کے سالانہ جلسہ پر ایک لاکھ روپیہ نقد جمع ہوا۔

—— امرتسر - ۱۷ مارچ - سشن جج امرتسر نے سردار سیوا سنگھ ایڈیٹر روزانہ "ببر شیر" کو ایک باغیانہ مضمون شایع کرنے کے جرم میں عبور دریائے شور کی سزا دی تھی۔ جسے گورنر پنجاب نے ایک سال قید سخت کر دیا

—— امرتسر - ۱۵ مارچ - ہولی کے آخری دن بعض لڑکوں نے لوگوں پر رنگ کی بجائے سوڈا کاسٹک پھینکا۔ دو اشخاص کی آنکھوں کو سخت نقصان پہونچا۔ اور آبلے پڑ گئے۔ پولیس نے چھ آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔

—— لاہور - ۱۸ مارچ - گورنر پنجاب کو پنجاب یونیورسٹی کے "سر سوشنت سوسائٹی ہال" کی افتتاحی رسم ادا کرنی تھی۔ جب وہ آئے۔ تو لاء کالج کے طلباء انہیں دیکھتے ہی ان کی طرف پشت کر کے کھڑے ہو گئے - اور انقلاب زندہ باد کے نعرے لگائے ؛

—— لاہور - ۱۸ مارچ - گورنر باجلاس کونسل نے پٹواریوں کے فائدہ کے لئے ایک خاص پراویڈنٹ فنڈ کھولا ہے جس کا نفاذ یکم اپریل سنہ ۳۰ء سے ہوگا۔ جو پٹواری اس میں شامل ہونے کے خواہش مند ہوں۔ وہ اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنروں یا افسر بندوبست منٹگمری۔ یا افسر نو آبادی نیلی بار۔ پاک پٹن کے نام جیسا ضروری ہو۔ درخواست روانہ کریں ؛

—— رنگون - ۱۹ مارچ - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مسٹر سین گپتا صدر بلدیہ کلکتہ کے خلاف مقدمہ بغاوت کی سماعت ہوئی۔ کمرۂ عدالت سے باہر ہزارہا اشخاص کھڑے تھے - اور نعرے لگاتے تھے۔ کارروائی شروع ہونے سے کچھ دیر بعد عدالت سے باہر ہنگامہ ہو گیا - اور پولیس اور ہجوم نے ایک دوسرے پر اینٹیں اور پتھر برسائے۔ متعدد اشخاص سپاہی اور چند سارجنٹ زخمی ہوئے۔ اور انہیں ہسپتال پہونچایا گیا

—— کلکتہ - ۱۶ مارچ - آج دوپہر کے بعد کلکتہ اور اس کے قرب و جوار میں ژالہ باری کا طوفان عظیم آیا - ایک مرد اور عورت کو برق خاطف نے بھسم کر دیا۔ متعدد درختوں پر بھی بجلی گری - اثنائے طوفان میں آتشزدگی کا ایک حادثہ بھی ہوا

—— بورسد - ۱۹ مارچ - گاندھی جی نے بمقام راس ایک پبلک جلسہ میں تقریر کی - پولیس نے کسی قسم کی مداخلت نہیں کی - لوگوں نے گاندھی جی سے کہا۔ کہ حکومت تیار کردہ نمک ضبط کر لیگی - آپ نے جواب دیا۔ کہ اپنی کمزوری کے باوجود میں دیکھونگا۔ کہ تیار کردہ نمک کس طرح ہمارے ہاتھوں سے چھینا جاتا ہے ؛

—— دہلی - ۱۸ مارچ - معلوم ہوا ہے۔ کہ شاردا ایکٹ کی مخالفت میں جو تحریک ہو رہی ہے۔ گورنمنٹ اس کے سامنے جھک گئی ہے۔ یا جھکنے والی ہے۔ مسٹر اچاریہ نے ایک بل پیش کیا ہے کہ ۸ سال سے کم عمر کی لڑکی کی شادی نہ ہو سکے۔ اس سے زیادہ عمر کی لڑکی یا لڑکے کی شادی ہو سکے۔ دائسرائے کہتے ہیں۔ کہ مسٹر اچاریہ کم از کم عمر ۱۲ سال کر دیں۔ تو گورنمنٹ اس بل کی حمایت کرنے کا وعدہ کرتی ہے لیکن مشکل یہ ہے۔ کہ مسلمان قانون بنانے ہی کے مخالف ہیں۔ بہرحال عنقریب اس کے متعلق گورنمنٹ ایک اعلان کرنے والی ہے۔

—— لاہور - ۲۰ مارچ - آج پنجاب کونسل کے اجلاس میں ملک فیروز خان نون وزیر حکومت خود اختیاری کی پالیسی کے خلاف ملامت کی تحریک متواتر دس گھنٹہ کی بحث کے بعد گر گئی - چودھری افضل حق جو تحریک کے محرک تھے۔ وزیر موصوف کی تقریر کے بعد تقریر کی اجازت نہ ملنے کے خلاف احتجاج کے طور پر ایوان سے اٹھ کر چلے گئے۔

—— لاہور - ۲۰ مارچ - آج پولیس نے ایک مرتبہ پھر روزنامہ "ویر بھارت" کے دفتر پر چھاپہ مارا۔ تلاشی - ۲۰ مارچ کے تلک نمبر اور ۲۳ فروری کے ایک پرچہ کے متعلق عمل میں آئی ہے اس پرچہ میں ٹیکارام سخن کا افسانہ "حسین لڑکی" شایع ہوا تھا۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ سر جیمز کریرار چھ ماہ کی رخصت پر جانے والے ہیں۔ ان کی جگہ مسٹر ہیگ ہوم سیکرٹری بطور قائم مقام کام کرینگے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر ڈبلیو۔ ایچ ایمرسن (پنجاب) ہوم سیکرٹری کے فرائض انجام دینگے۔

—— سکندر آباد کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ میجر جنرل سر افسر الملک ۱۸ مارچ کو قلب کی حرکت بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ آپ نہایت معمولی حالت سے ترقی کرتے کرتے دولت آصفیہ کے سپہ سالار اعظم بنے تھے۔

—— راج شاہی - ۱۹ مارچ - انتہائی غربت کی وجہ سے ایک بوڑھے مسلمان نے اپنی دو لڑکیوں کو قتل کر کے اپنے آپ کو پولیس کے حوالہ کر دیا ہے۔ اس نے اپنا گھر اور بستر تک بھی فروخت کر دیا تھا۔ پولیس نے اسے ہتھکڑی لگائی - تو وہ زار زار رو رہا تھا۔

—— لاہور - ۱۹ مارچ - آج ہائی کورٹ میں جسٹس عبدالقادر کے روبرو ایڈیٹر ملاپ جنہیں حال ہی میں ۹ ماہ قید اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تھی۔ کی درخواست ضمانت کی سماعت ہوئی۔ آنریبل جج نے درخواست کی سماعت کے بعد مہاشہ جی کو پانچ ہزار کی ضمانت پر رہا کر دیا ؛

—— کلکتہ - ۱۸ مارچ - برطانیہ کی جنرل میڈیکل کونسل کے کلکتہ یونیورسٹی کی ایم۔ بی۔ کی ڈگری کو قبول نہ کرنے کے فیصلہ پر جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے متعلق مسٹر نلنی رنجن سرکار بنگال کونسل میں تحریک التوا پیش کرنا چاہتے تھے۔ مگر ہز ایکسی لنسی گورنر نے اجازت نہیں دی ؛

—— نئی دہلی - ۱۹ مارچ - آج اسمبلی میں مسٹر ہاشم نے حکومت کی توجہ نمک کے متعلق قوانین کی طرف مبذول کرائی اور کہا۔ کہ یہ قوانین ناجائز ہیں۔ اور ہر محب الوطن ہندوستانی کا فرض ہے۔ کہ ان کی خلاف ورزی کرے ؛

—— لاہور - ۱۲ مارچ - انضباط حساب کا قانون جو پنجاب کونسل سے پاس ہوا تھا۔ گورنر جنرل نے اسے منظور کر لیا ہے۔ اور ۱۲ مارچ سے اس کا نفاذ سمجھا جائیگا۔

—— احمد آباد - ۱۸ مارچ - آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے دو تمام صوبجات کو سول نافرمانی کرنے کا اختیار دیدیا ؛

—— لاہور - ۱۸ مارچ - آج مسٹر راہن ڈپٹی رجسٹرار لاہور

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شایع کیا)

اور کسی چیز کے جسم میں داخل ہونے سے روزہ کا ٹوٹ جانا بتاتا ہے۔ کہ کسی چیز کے خارج ہونے کا نماز سے اور کسی چیز کا اندر داخل ہونا روزہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ان دونوں کو ملا کر یہ

لطیف بات

نکلتی ہے۔ کہ انسان طہارت میں کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ دو احتیاطیں نہ کرے۔ یعنی بعض چیزیں اپنے جسم سے نکلنے نہ دے۔ اور بعض داخل نہ ہونے دے۔ اگر ہم ان دو باتوں کا لحاظ رکھ لیں۔ کہ بعض چیزوں کو جسم سے نکلنے نہ دیں۔ اور بعض کو داخل نہ ہونے دیں۔ تو

طہارت کامل

ہو جاتی ہے۔ نماز اور روزہ سے مجموعی طور پر انسان کو یہ گُر سکھایا گیا ہے۔ کہ ہر انسان کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ کہ بعض چیزوں کے جسم سے نکلنے کی وجہ سے وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ ان کو نکلنے نہ دے۔ اور بعض کے جسم میں داخل ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ انہیں داخل نہ ہونے دے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیزیں جسم سے نکلنے والی ہیں۔ وہ نقص پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً پیشاب پاخانہ وغیرہ گندی چیزیں ہیں۔ اور جو چیزیں انسان کے جسم میں داخل ہوتی ہیں۔ وہ جسمانیات کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ اور روحانیات سے پھیرتی ہیں۔ پس معلوم ہوا جن چیزوں کے نکلنے سے روکا گیا ہے۔ وہ گندی ہیں۔ اور جن کے داخل ہونے سے روکا گیا ہے۔ وہ مادی ہیں۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کونسی گندی چیزیں ہوتی ہیں۔ جن کا نکلنا مضر ہوتا ہے۔ دنیا میں تو ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ

گند کا نکلنا

ہی اچھا ہوتا ہے۔ کیا ایسے گند بھی ہیں۔ کہ جن کا نہ نکلنا اچھا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض گند ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جن کا نہ نکلنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ اور ان کے نکلنے سے مراد ان کا ظہور ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کی طبیعت میں

غصہ

زیادہ ہے۔ اور کسی موقعہ پر اسے سخت غصہ آ گیا۔ مگر وہ اسے نکلنے نہیں دیتا۔ تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ والکاظمین الغیظ کو نیک اور متقی انسان کو بھی غصہ آ جاتا ہے۔ مگر وہ کظم کر لیتا ہے۔ یعنی روک لیتا ہے۔ گھونٹ دیتا ہے جیسے کسی کو قے آنے لگے۔ تو وہ اسے روک دے۔ یا نماز کے وقت اس بات کا لحاظ رکھ لیتا ہے۔ کہ اس وقت ایسی چیزیں ظاہر نہ ہوں۔ جو وضو کو باطل کر دیں۔ بعض کیفیتیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ روک دینے سے کم نکلتی ہیں۔ اور اگر انہیں نکلنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ تو بڑھ جاتی ہیں۔ غصہ بھی ایسی کیفیات میں سے ہی ہے۔ اگر کوئی اسے نکلنے دیتا ہے۔ (اور ہمارے ہاں محاورہ بھی یہی ہے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ اب تو آپ نے غصہ نکال لیا۔ اب جانے دو۔ یعنی گالی گلوچ یا مار پیٹ کے ذریعہ غصہ کا اظہار کر لیا) تو وہ اس کے لئے بھی اور دوسرے کے لئے بھی مضر ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اسے دبا لیتا۔ اور روک لیتا ہے۔ تو اس کے لئے نیکی ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اگر کسی کے دل میں کوئی برا خیال پیدا ہو۔ مگر اسے روک لے۔ اور اس پر عمل نہ کرے۔ تو یہ اس کے لئے نیکی ہو جاتی ہے۔ غرض

قلب کے ایسے حالات

ہیں۔ کہ اگر انہیں ظاہر کیا جائے۔ تو طہارت باطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر دل میں ہی رکھیں۔ تو نیکی بن جاتی ہے۔ مثلاً کسی کی برائی دیکھیں۔ اور اس پر غصہ بھی آئے۔ مگر باوجود اس کے اس کی برائی ظاہر نہ کریں۔ تو یہ نیکی ہوگی۔ قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے۔ عبس و تولّی ان جاءہ الاعمیٰ۔ ایک دفعہ آپؐ کی مجلس میں

ایک نابینا

نے ایسی حرکت کی جو ناپسندیدہ تھی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گذری۔ لیکن آپؐ نے منہ سے اس پر اظہار ناپسندیدگی نہ فرمایا۔ تاکہ نابینا کو برا نہ لگے۔ تولّی اور منہ پھیر لیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہمارے رسول نے ایسے اعلیٰ اخلاق دکھائے۔ کہ اس نے منہ پھیر لیا۔ مگر بات نہ کی۔ تاکہ نابینا کو برا نہ لگے۔

بعض نادانوں نے اسکے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قصور ہوا تھا۔ اور خدا تعالےٰ نے آپؐ کو تنبیہ کی ہے۔ حالانکہ یہاں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق

کا ذکر ہے۔ نابینا شخص نہ دیکھ سکتا تھا کہ اسے ناپسندیدگی کا پتہ لگتا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ سے بھی ناراضگی کا اظہار نہ ہونے دیا۔ اور نہ زبان سے اسے کچھ کہا۔ صرف اتنا کیا۔ کہ منہ پھیر لیا۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ آپؐ کو غصہ تو آیا۔ کیونکہ اس نابینا نے ایسی بات کی تھی۔ جو تبلیغ میں روک تھی۔ آپؐ بعض بڑے بڑے لوگوں کو تبلیغ کر رہے تھے۔ کہ اس نے باتیں کرنی شروع کر دیں۔ اس سے آپ کو غصہ آیا۔ اور آپ نے اس کی اس حرکت کو ناپسند فرمایا۔ مگر یہ سمجھ کر کہ یہ معذور ہے اور اسے اگر یہ کہا جائیگا۔ کہ خموش رہو۔ تو سمجھے گا۔ مجھے غریب اندھا سمجھ کر کہا گیا ہے۔ اس لئے آپ نے منہ سے تو اسے کچھ نہ کہا۔ صرف اس سے اعراض کیا۔ اس کی طرف توجہ نہ کی۔ خدا تعالےٰ نے یہ بات مقام مدح میں بیان کی ہے۔ نہ کہ مقام ذم میں جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے۔

غرض جب بُری چیز کو روک لیا جاتا ہے۔ ظاہر نہیں ہونے دیا جاتا۔ تو وہ نیکی ہو جاتی ہے۔ مثلاً

دوسرے کی دلجوئی

کے خیال سے اپنا کوئی حق چھوڑ دیا جائے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حق تھا۔ کہ نابینا کو روک دیتے۔ کہ اس وقت نہ بولو۔ مگر آپؐ نے یہ حق روک لیا۔ تاکہ دوسرے کا دل میلا نہ ہو۔ بعض دفعہ حق بات بھی کڑوی لگتی ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ الحق مرٌّ

یہ مثال اس بات کی ہے۔ کہ دل میں آئی ہوئی کسی بُری بات کو اگر روک لیا جائے۔ تو وہ نیکی بن جاتی ہے۔ یہ نماز سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے۔ کہ اس طرح اخلاق کامل ہوتے ہیں۔

دوسری چیز

یہ ہے۔ کہ کوئی چیز جسم میں داخل نہ ہونے دی جائے۔ کی مثال۔ جھوٹ۔ استہزا۔ چغل خوری۔ غیبت وغیرہ ہیں۔ ان کا نہ سننا نیکی ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسی باتیں روحانیت سے عاری کر دیتی ہیں۔

غرض ایسے گند ہوتے ہیں۔ جو باہر سے انسان کے اندر داخل ہوتے ہیں۔ اور ان کا داخل نہ ہونا اچھا ہوتا ہے۔ اور بعض گند دل سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو نہ نکلنے دینا نیکی ہوتی ہے۔ پس

اخلاق فاضلہ

مکمل کرنے کے لئے چاہئے۔ کہ بعض قسم کے گندوں کو باہر نہ نکلنے دیں۔ اور بعض کو اندر نہ داخل ہونے دیں۔ اس کے ماتحت ہر مومن کو اپنی زندگی بسر کرنی چاہئے۔ بعض لوگوں کو

چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ

آ جاتا ہے۔ بعض کی تو یہ عادت ہوتی ہے۔ اور بعض ایسی عادت بنا لیتے ہیں۔ ایسی عادت بنانا تو بہت بُری بات ہے۔ لیکن بعض کو اپنی طبیعت کے لحاظ سے غصہ آتا ہے۔ جیسا کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کی طبیعت جلالی تھی۔ باوجود اس کے کہ آپ نے اسلام کے بعد ایسی تبدیلی پیدا کی جو دوسروں کے لئے نمونہ تھی۔ بعض اوقات آپؓ کی طبیعت میں بے حد جوش پیدا ہو جاتا۔ ایسا جوش دین کے متعلق ہوتا تھا۔ دنیا کی باتوں کیلئے نہ تھا۔ اور وہ بھی کبھی کبھی۔ ورنہ جاہلیت کے زمانہ میں ان کی جو حالت تھی۔ وہ بالکل اور تھی۔ اور اسکو مدنظر رکھتے ہوئے

جاسکتا تھا۔ کہ جاہلیت کے عمر اور تھے۔ اور اسلام کے عمر رضـ اور۔ اسلام لانے کے بعد جب کبھی آپ کی طبیعت میں جلال پیدا ہوتا۔ تو وہ رنگ نظر آجاتا۔ ایک دفعہ ایک یہودی کا ایک مسلمان سے جھگڑا ہو گیا۔ مسلمان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا۔ آپ فیصلہ کر دیں۔ آپ کو بھی قاضی مقرر کیا ہوا تھا۔ وہ مسلمان منافق تھا۔ اس نے خیال کیا۔ حضرت عمر رضـ چونکہ غصیلی طبیعت رکھتے ہیں۔ اور مسلمان پر مہربان ہیں۔ وہ ضرور میرے حق میں فیصلہ کریں گے۔ یہودی نے اس موقعہ پر کہا۔ اچھا آپ ہی فیصلہ کر دیں۔ مگر یہ شخص محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس گیا تھا۔ اور ان کا فیصلہ اس نے نہیں مانا۔ اب آپ کے پاس آیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا۔ یہ کہکر آپ گھر گئے۔ اور جاکر تلوار لے آئے۔ اور مسلمان سے کہنے لگے۔ تم نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہیں مانا۔ اب میں تلوار سے تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔ تو

دینی معاملہ میں

انہیں غصہ آجاتا تھا۔ مگر بہت کم۔ جاہلیت کے زمانہ میں ان کی حالت بالکل اور تھی۔ تو بعض کو غصہ آجاتا ہے۔ مگر اسے روک لینا نیکی کا کام ہوتا ہے۔ بعض حدیثوں میں آتا ہے۔ اور بعض نے اسے آثار قرار دیا ہے۔ کہ

طبیعت نہیں بدلتی

اگر تمہیں کوئی یہ خبر دے۔ کہ احد پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گیا ہے تو اسے مان لو۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے۔ کہ کسی کی طبیعت بدل گئی ہے۔ تو نہ مانو۔ جب طبیعت کا بدلنا اتنا مشکل کام ہے۔ تو جو شخص

غصیلی طبیعت

رکھتا ہو۔ وہ اگر اسے بدل دیتا ہے۔ اور اپنے جوش کو دبا دیتا ہے۔ تو اس کے لئے یہ نیکی ہے۔ اور یہ اس کے لئے نماز کی عبادت کی طرح ہے۔ اسی طرح جب کوئی لغو باتیں نہیں سنتا۔ اور جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہوں۔ انہیں روک دیتا ہے۔ چغلی اور بدگوئی نہ خود کرتا ہے۔ اور نہ کسی سے سنتا ہے۔ تو اس کی مثال روزہ دار کی سی ہوتی ہے۔

غرض یہ دو عبادتیں ہمارے لئے سبق رکھتی ہیں۔ ہر مومن کو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ کیا ان سے اسے یہ سبق حاصل ہوتا ہے۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ تو کیا اندر کے گند اور عیب چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب روزہ رکھتا ہے۔ تو باہر کے گند اندر داخل ہونے سے روکتا ہے۔ اگر وہ اندر سے گند باہر نہیں نکالتا۔ تو صحیح معنوں میں نماز پڑھتا ہے۔ اسی طرح اگر باہر کے گندوں کو اندر داخل ہونے سے روکتا ہے۔ تو صحیح معنوں میں روزہ دار کہلا سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ نہیں۔ تو وہ سمجھ لے۔ کہ وہ بھوکا پیاسا رہا ہے۔ نہ کہ اس نے روزے رکھے ہیں۔

مومن کو

ہر پہلو پر غور

کرنا چاہیئے۔ اس کی نماز اور روزے دکھاوے کے طور پر نہیں ہونے چاہئیں۔ خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے۔ کہ کسی کو بھوکا پیاسا رکھے۔ جب کہ اس نے انسان کو کھانے پینے والا بنایا ہے۔ صرف سبق دینے کے لئے اس سے روزے رکھواتا ہے۔ اسی طرح ہمارے وضو کرنے سے اسے کیا فائدہ ہے۔ انسان کی روحانی اصلاح اور ترقی کے لئے اس نے یہ حکم دیئے ہیں۔ اگر ہم ان باتوں کا خیال نہیں رکھتے۔ جو نماز اور روزہ کو باطل کر دیتی ہیں۔ تو روحانیت حاصل نہیں کر سکتے۔ ہماری جماعت کو خدا تعالےٰ نے

نمونہ کے طور پر

کھڑا کیا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر بات سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ لکھا ہے۔ ایک ولی اللہ کا جاتے جاتے ایک جگہ گھوڑا اڑ گیا۔ کسی نے گھوڑے کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ تو انہوں نے روک دیا۔ کہ اس طرح نہ کہو۔ اور کہا معلوم ہوتا ہے۔ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔ اور میں نے اپنے مالک کی کوئی نافرمانی کی ہے۔ اس وجہ سے گھوڑا مجھ سے اڑنے لگا ہے۔ تو مومن رستہ چلتا ہوا بھی سبق حاصل کرتا ہے۔ درختوں کے پتے۔ گھاس کے تنکے۔ جھاڑیوں کے کانٹے اور پرندوں کی آوازیں بھی اسے سبق سکھاتی ہیں۔ غرض

زمین و آسمان کی ہر چیز

سے سبق حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنہار لاٰیات لاولی الالباب ٥ پس جب ہر چیز میں سبق ہے۔ تو کیا نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ہی ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے کوئی سبق حاصل نہیں ہوتا۔ ان سے بھی بڑے بڑے سبق حاصل ہوتے ہیں۔ مگر بہت ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں۔ مگر اس سے جو سبق حاصل ہوتا ہے۔ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ روزے رکھتے ہیں۔ مگر ان کے ذریعہ جو سبق دیا گیا ہے۔ اس سے غافل ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا قیام

ہی اس غرض سے ہوا ہے۔ کہ ان باتوں کی طرف توجہ کی جائے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہماری جماعت کا ہر فرد ان کا خیال رکھے۔ ورنہ نمازیں پڑھنے والے۔ روزہ رکھنے والے۔ حج کرنے والے۔ زکوٰۃ دینے والے ہم سے زیادہ دوسرے لوگ موجود ہیں۔ غیر احمدیوں میں ایسے لوگ ہیں۔ جو سارا سارا دن مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ہم مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کی ضرورت تھی۔ ہم ان کی طرح مصلوں پر نہیں بیٹھتے۔ لیکن ہم یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ ہمارے جیسے انسانوں کی بھی اسلام کو ضرورت ہے۔ میں تو سارا دن مصلے پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اتنے کام ہوتے ہیں۔ کہ بسا اوقات دل چاہتا ہے۔ کہ تخلیہ میں بیٹھکر خدا تعالےٰ کا ذکر کروں۔ مگر ایسا موقعہ کم ہی میسر آتا ہے۔ کبھی کوئی ملنے کے لئے آجاتا ہے۔ کبھی کوئی کام اپنی طرف توجہ کھینچ لیتا ہے۔ گو یہ بھی دینی کام ہوتے ہیں۔ مگر ذاتی طور پر علیحدگی کا موقعہ میسر نہیں آتا۔ تو باوجود اس کے کہ ہم تخلیہ میں مصلے پر بیٹھنے کا موقعہ نہیں پاتے۔ اور باوجود اس کے کہ غیر احمدیوں میں ایسے لوگ ہیں۔ جو ایسا کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم کہتے ہیں۔ دنیا کو مسیح موعود علیہ السلام کی ضرورت تھی۔ اور یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ ہم جیسے انسانوں کی بھی ضرورت تھی۔ اور بغیر اس کے روحانیت قائم نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر ہم دیکھتے ہیں۔ غیر احمدیوں میں ایسے لوگ ہیں۔ جو بکثرت روزے رکھتے ہیں۔ اور متواتر روزے رکھتے ہیں۔ ہمارے حافظ روشن علی صاحب مرحوم ہی سناتے تھے۔ کہ ان کے والد صاحب نے چلہ کشی کی۔ اور اتنے روزے رکھے کہ بیمار ہو گئے۔ اور اسی بیماری سے فوت ہو گئے۔ غرض ان لوگوں میں ایسے ایسے روزہ دار ہیں۔ جو اپنی جانیں گنوا دیتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کی ضرورت تھی۔ اور باوجود اس کے کہ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اگر چہ ہم میں سے بہت ہیں۔ جو رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ مگر نفلی روزے نہیں رکھ سکتے۔ ہماری بھی ضرورت تھی۔ اور

ہمارے بغیر دنیا نہیں چل سکتی

تھی۔ جب ہم کہتے ہیں۔ کہ احمدیت کی دنیا کو ضرورت ہے۔ تو اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ ہمارے بغیر دنیا نہیں چل سکتی۔ کوئی کہے ہم نے کب یہ کہا ہے۔ مگر جب ہم لوگوں سے کہتے ہیں۔ کہ احمدی ہو جاؤ۔ تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے۔ کہ احمدیوں کے بغیر دنیا قائم نہیں رہ سکتی۔ پس ہم لوگ جن کا دعوےٰ ہے۔ کہ

ہم دنیا کے ستون ہیں

اگر ہم نہ ہوتے۔ تو دنیا تباہ ہو جاتی۔ جب ہم ظاہری نماز۔ ظاہری روزہ۔ ظاہری حج۔ ظاہری زکوٰۃ میں دوسروں کے برابر نہیں بلکہ کم ہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کوئی اور چیز ہمارے پاس ہے۔ جو دوسروں کے پاس نہیں۔ اور وہ ان چیزوں کی

حقیقت

ہے۔ دنیا میں نماز تھی۔ مگر نماز کی روح نہ تھی۔ دنیا میں روزہ تھا۔ مگر روزہ کی روح نہ تھی۔ دنیا میں زکوٰۃ تھی۔ مگر زکوٰۃ کی روح

نے بہر تصدیق ثبت کر دی۔ جرمنی کا مشہور مستشرق نولڈاک (Nol Deke) قرآن مجید اور بائبل کے پڑھے جانے کا مقابلہ کرتے ہوئے لفظ قرآن کے ماتحت لکھتا ہے۔

"It has been truly des-cribed as the most widely read book in existence."

کہ قرآن مجید مقابلۃً سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۱۶)

پادری اکبر مسیح ایسا متعصب لکھتا ہے۔

"ایسا ہی حال مسلمانوں کی کتاب کا ہے۔ عرب۔ ترکستان۔ فارس۔ مصر۔ افغانستان ممالک افریقہ اور ہندوستان میں وہ ناطق ہے۔ ہر جگہ اس کی تلاوت ہو رہی ہے ہر جگہ اس کی آواز کانوں میں سنائی دیتی ہے" (زندہ جاوید ۵)

اگر اب بھی آپ پر حقیقت مخفی ہے۔ اور وید کی تعریف کے ہی گیت گانا چاہتے ہیں تو لیجیے۔ اپنے ہی ایک بڑے ودوان شری اگستیہ جی کے الفاظ اخبار ملاپ میں پڑھ لیجیے لکھا ہے۔

"مجھے سینکڑوں ہندو کانگریسیوں سے سابقہ پڑا ہے۔ جو قرآن اور انجیل کو تو عزت سے یاد کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھی خود بھی ان کو پڑھ لیتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی ان کے پڑھنے کی تلقین کر دیتے ہیں۔ جیسے خود مہاتما گاندھی نے کیا تھا۔ مگر ویدوں کو کبھی نہیں پڑھتے۔ بلکہ گدڑے کے گیت اور فضول کہنے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔ ... طرفہ یہ کہ ان لوگوں نے ویدوں کی کبھی شکل تک بھی نہیں دیکھی۔ اگر دیکھی ہے۔ تو ویدوں کو اپنا آلہ کار بنانے کے لئے بسر یواس آئینگر کی طرح ویدوں سے گئو ہتیا جائز قرار دلانے کا فکر ہے" (ملاپ ۴ر جون ۱۹۳۷ء)

ان حقائق کی موجودگی میں قرآن نام کی فضیلت کا انکار آفتاب کو چراغ دکھانا نہیں تو اور کیا ہے؟ پس قرآن مجید کا نام خود اس میں موجود۔ اللہ تعالے نے خود یہ نام قرار دیا۔ اور اس کی افضلیت کی وجہ اس میں زبردست پیشگوئی کا ہونا ہے۔ جو حرف بحرف پوری ہو گئی۔ اور ہو رہی ہے۔

سوامی دیانند اور پنڈت دہرم بھکشو

پنڈت دیانند نے قرآن مجید کے متعلق اپنی کور باطنی کا ثبوت دیتے ہوئے لکھدیا۔ کہ

"مجھ سے پوچھو۔ تو یہ کتاب (قرآن پاک) نہ خدا نہ عالم کی بنائی ہوئی اور نہ علم کی ہو سکتی ہے" (ستیارتھ باب ۱۴ دفعہ ۱۶۰)

"صاحبانِ عقل غور کریں۔ کہ یہ قرآن عالم یا خدا کا بنایا ہوا ہے۔ یا کسی بے علم مطلبی کا" (حوالہ مذکور دفعہ ۱۶۱)

اب آریہ مصنفین کی کورانہ تقلید دیکھیے۔ کہ وہ بھی اندھا دھند اس بے علم اور علم قرآن سے ناواقف محض پنڈت کے پیچھے چل رہے ہیں۔ چنانچہ دھرم بھکشو قرآن پاک کے متعلق لکھتا ہے۔

"ایسی کتاب کو کوئی بھی عقلمند جس کے دماغ میں ذرا بھی مغز اور Sense ہے۔ ایک عقلمند کی بھی کلام تصور نہ کرے گا۔ چہ جائیکہ اسے الہام مان لے" (کلام الرحمٰن ۸)

گویا آریوں کے نزدیک قرآن مجید (نعوذ باللہ) خدا تو کجا کسی عقلمند انسان کا بھی کلام نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ ایک عقلمند انسان بھی نہ تھے۔

دھرم بھکشو کی اپنی تردید

مندرجہ بالا سطور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم ہونے سے صریح انکار کیا گیا ہے۔ مگر اس کے چند صفحات بعد ہی دھرم بھکشو لکھتا ہے۔

"حضرت اپنے زمانے کے علماؤں کے سردار تھے" (۱۸ ص)

"مسلمان ان (آنحضرت صلعم) کی بابت جو چاہیں خیال کریں۔ مگر میں تو ان کو ایک جید علامہ اور پرلے درجہ کا عاقل ہی تسلیم کرتا ہوں" (ص ۱۸)

اس کھلے کھلے تناقض پر شاید ناظرین حیران ہو جائیں۔ کہ ایک طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گنوار اور جاہل اور بے علم محض بتا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف پنڈت دھرم بھکشو ان کو "جید علامہ اور پرلے درجہ کا عاقل" تسلیم کرتا ہے۔ مگر یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں۔ اس قسم کی باتوں پر ہی پنڈت دیانند جی لکھ گئے ہیں۔

"ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں" (ستیارتھ ص ۵۶)

اب آپ بآسانی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ پنڈت دھرم بھکشو کے متعلق دیانند جی کا کیا فتویٰ ہے۔

قرآن مجید کے متعلق دھرم بھکشو کی جدید تحقیق

خود ساختہ "محقق اول" یعنی پنڈت دیانند کا قول اس بارہ میں اوپر درج ہو چکا ہے۔ کہ قرآن مجید میں کسی قسم کا علم نہیں۔ یہ محض بے علمی کی کتاب ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ بات اس قدر لچر اور پوچ تھی۔ کہ کسی بھی بھلے مانس انسان نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ پنڈت دھرم بھکشو نے قرآنی صداقتوں کو ناقابل تردید پا کر دوسری چال چلی ہے۔ اور کھلے بندوں اپنے سوامی کی تغلیط کی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

"حضرت خدیجہ کے پاس ہندوستان اور دیگر ممالک کے لوگ اکثر آیا جایا کرتے تھے۔ اور چونکہ وہ ایک علم دوست عورت تھی۔ اس لئے اکثر اس کے پاس علمائے دین کا گروہ اکٹھا رہتا تھا۔ کیا عجب ہے۔ کہ ہندوستان کا کوئی برہمن بھی ویدک دھرم کی تبلیغ کے لئے گیا ہو اور اسی نے حضرت کو تعلیم و تلقین کی ہو۔ چنانچہ میں نے اس پر مفصل بحث اور کامل تحقیق کی ہے۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ قرآن ویدوں کے چند منتروں کی تفسیر ہے۔ اور حضرت محمد صاحب ویدک دھرم ہی کے ماننے والے اور پرچارک تھے۔ دیکھو میری تصنیف کردہ کتاب "مبلغ عرب"" (ص ۳۸ کلام الرحمٰن)

گویا قرآن مجید ویدوں کے منتروں کی تفسیر ہے۔ اور یہ کسی ہندوستانی برہمن نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھائی تھی۔ (نعوذ باللہ) پس اندریں صورت آریوں کا قرآن مجید کو علم سے خالی کہنا دراصل ویدوں کی بھی تردید کرنا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ پنڈت دھرم بھکشو اس جدت کو اپنی ہوشیاری قرار دیتا ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ اس اقرار کے معنے یہ ہیں کہ آریہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا لوہا مان چکے ہیں۔ اور قرآن مجید کی صداقت پر ان کے قلوب مطمئن ہو چکے ہیں۔ اب صرف محض ہٹ دھرمی سے کام لے رہے ہیں۔ درحقیقت یہ اسلام کی بہت بڑی فتح ہے۔ قرآن مجید کے سکھانے کا اعتراض تو کوئی نیا نہیں یعلمہ بشر کہنے والے موجود تھے۔ مگر سب کے سب ملکر بھی قرآن پاک کی ایک سورت کے برابر نہ بنا سکے۔ انکے فصحاء و بلغاء عاجز اور شعراء و صنادید عرب گنگ رہ گئے۔ اور یہ حقیقت ثابتہ ہی اس اعتراض کی تردید کے لئے کافی ہے۔

دھرم بھکشو کی قلم سے تغلیط

اس نظریہ کی تردید میں ہم اس جگہ کتاب "کلام الرحمٰن" سے ہی دو باتیں پیش کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر قرآن مجید ہندوستان کے کسی برہمن یا ویدک دھرمی کے سکھلانے کا منت پذیر احسان ہوتا۔ اور یہ ویدوں کے چند منتروں کی تفسیر ہوتا۔ تو پھر اس میں زیادہ تر ذکر اور امثلہ ہندوستان کے لوگوں کی ہوتیں۔ اس جگہ کے ہی نبیوں کا ذکر ہوتا۔ وید کا جگہ بجگہ بیان ہوتا۔ مگر حکمت ایزدی نے پہلے سے آریوں کی اس خباثت کا جواب دے رکھا ہے۔ کہ قرآن میں ایسا ذکر تک نہیں۔ ہم حیران تھے۔ کہ قرآن مجید نے اسرائیلی انبیاء کا ذکر تو فرمایا۔ تورات۔ زبور۔ انجیل کا تو نام لیا۔ مگر ہندوستانی انبیاء یا وید کا نام تک نہیں لیا۔ سو اب کھل گیا۔ کہ اس میں دیگر حکمتوں کے علاوہ ایک حکمت یہ بھی تھی۔ کہ آریہ دھرم والوں کی چالاکی کا پہلے سے رد کر دیا جاوے۔ خود پنڈت دھرم بھکشو

11.3.30 صفحہ ۱۲

لکھتا ہے:۔

"حقیقت یہ ہے۔ کہ ہندوستان کے کسی بھی نبی کا قصہ (قرآن مجید میں) بیان نہیں کیا۔ اور تفصیلاً یا اجمالاً ان کا کچھ تذکرہ نہیں کیا"۔ (ص۵۶)

کیا اس "حقیقت" کی موجودگی میں کہنا کہ قرآن مجید کسی ہندوستانی برہمن کا سکھایا ہوا کلام ہے۔ پرلے درجہ کی نادانی نہیں؟ وہ عجیب احمق برہمن تھا۔ کہ موسیٰ عیسیٰ۔ ایوبؑ۔ یونسؑ کا تو ذکر کرتا ہے۔ مگر کرشن برہما وغیرہ کا ذکر نہیں کرتا۔ غرض دھرم بھکشو کی اپنی تحریر سے ثابت ہوگیا۔ کہ برہمن کے سکھلانے کا قصہ محض فریب اور عیاری ہی ہے دوئم۔ سیکھنے کی تو اس شخص کو ضرورت ہوتی ہے۔ جو خود نہ جانتا ہو۔ ہندوستان سے جانے والے برہمن سے تعلیم پانے اور سیکھنے کی تب ضرورت ہوتی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خود کچھ نہ آتا ہوتا۔ اور حضور خود قرآن مجید جیسی تصنیف نہ کر سکتے۔ حالانکہ تم اعلان کرتے ہو۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جید علامہ تھے۔ تو اب اگر قرآن مجید الہامی نہیں خدا کا کلام نہیں۔ تو پھر تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بنا سکتے تھے۔ برہمن سے نسبت تلمذ حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پنڈت دھرم بھکشو صاف طور پر لکھتا ہے۔

"میں نہایت حیرت سے دیکھتا ہوں۔ کہ مسلمان ایسے جلیل القدر انسان (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) پر اُمیت کا ناپاک بہتان لگاتے ہیں۔ حالانکہ میں ثابت کر سکتا ہوں۔ کہ حضرت اپنے زمانے کے علماؤں کے سردار تھے۔ اور قرآن تو کیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تصنیفات کرنے پر قادر تھے۔ حضرت کی پیدائش قریشیوں کے اس خاندان میں ہوئی تھی جو تمام عرب میں بوجہ اپنے علم و عمل کے نہایت ممتاز تھے ... کیا کبھی گمان بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اتنے بڑے عالی خاندان کا لڑکا ہو کر اور خاصکر وہ جو آئندہ چل کر اس قدر نام روشن کرنے والا ہو۔ جاہل یا ان پڑھ رہ گیا ہو ..... ایسے وقت حضرت کا کوئی شعر بنا لینا اور اعلے پایہ کی تصنیف کرنا کونسی تعجب کی بات ہے"۔ (ص۳۸و۳۹)

جب بقول شما آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم "قرآن تو کیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تصنیفات کرنے پر قادر تھے" تو پھر ہندوستان سے برہمن کے آنے کی ضرورت کیا تھی۔ اور اس سے سیکھنے کا خیال کیونکر ہو سکتا تھا۔ اس پاس میں اشارتاً قرآن مجید کو "اعلے پایہ کی تصنیف" تسلیم کیا گیا ہے۔ بہرحال دھرم بھکشو کا جدید نظریہ خود اس بیان سے بالکل متناقض ہے۔ اور لازماً ماننا پڑیگا۔ کہ یہ حقیقت قرآن کا رعب ہے جس کو چھپانے کیلئے مختلف حیلے سوچے جا رہے ہیں۔ اس ڈبل تناقض پر بھی سوامی دیانند کا حوالہ پڑھ لیجئے۔ کہ "ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بخواس کی مانند ہوتی ہیں"۔

پنڈت دھرم بھکشو کی بدزبانی

اس مختصر تبصرہ کے آخر میں ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ یہ کتاب جس قدر دل آزار ہے۔ اسے نہ صرف مسلمان ہی محسوس کرتے ہیں۔ بلکہ "چور کی داڑھی میں تنکا" کی مثال کے مطابق خود دھرم بھکشو جی کو بھی اس کا کھٹکا ہوا ہے۔ چنانچہ دیباچہ میں لکھ دیا ہے۔ کہ

"حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زندگی پر بحث کرتے ہوئے میں نے اپنی طرف سے حاشیہ چڑھاتے وقت کمال احتیاط سے کام لیا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکا ہے۔ طریق استدلال کو ملائم بنانے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی کلمہ معقول طور پر توہین کُن ہو۔ اور بعض کمزور طبائع اس سے اپنی دلآزاری محسوس کریں۔ تو مطلع ہوتے پر میں اس کو واپس لینے اور آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کے لئے تیار ہوں"۔ ص۹

آریوں سے کسی تہذیب اور شرافت کی توقع خود غلطی ہے۔ ان کے استاد نے ان کو سبق ہی یہ پڑھایا ہے۔ کہ ہر مذہب کے بانی کی توہین کرو۔ تاکہ لوگوں میں بے ادبی کی روح ترقی کرے۔ مگر کوئی شریف انسان ہے جو اس طریق کو خوش آمدید کہہ سکتا ہے۔ اس کتاب میں محض بدزبانی کی گئی ہے۔ اور ضرور تھا۔ کہ ایسا ہوتا۔ کیونکہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا (آل عمران ع۱۹) کہ تم کو آئندہ کفار اور مشرکین سے بہت سی گندی باتیں سننی پڑینگی۔ پس ان گندہ فطرت لوگوں کی یہ روش اگرچہ مضر اور فتنہ زا ہے۔ مگر اس میں بھی اسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے۔

(خاکسار:۔ اللہ دتا جالندہری مولوی فاضل قادیان)

بہار احمدیہ پراونشل کانفرنس

خدا نے چاہا تو بہار احمدیہ پراونشل کانفرنس کا دوسرا سالانہ جلسہ ۱۴-۱۵-۱۶ مارچ ۱۹۳۰ء کو بھاگلپور میں منعقد ہوگا۔ امسال مجلس شوریٰ میں بہت سے ضروری اور اہم امور پیش ہونگے۔ مجلس شوریٰ کے علاوہ جلسۂ وعظ و لکچر کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ باہر سے بھی مقررین تشریف لائیں گے۔ بہار کے احمدی دوست جہاں کہیں بھی ہوں۔ اس کانفرنس میں ضرور شریک ہوں۔ اور بطور خود دوستوں کو شرکت کی دعوت دیں:۔ (خاکساران:۔ عبد الماجد پریزیڈنٹ۔ خلیل احمد وائس پریزیڈنٹ۔ عبد الباقی جنرل سکرٹری)

امرت دھارا ٹورنمنٹ

۷ سے ۱۲ مارچ تک امرت دھارا بھون کے ماتحت لاہور میں حسب ذیل مقابلے اور ورزشی کھیلیں ہونگی۔

کھیلیں

(۱) سڈول جسم کا مقابلہ (۲) جسمانی کمالیت (۳) وزن اٹھانا اور مگدر (۴) اختیاری کھیلیں۔ (۵) موگلی (۶) مکہ بازی (۷) کبڈی (۸) چلنا ۲½ میل (۹) تیر نا (۱۰) گتکہ۔ (۱۱) بینی۔ (۱۲) کشتی۔ (۱۳) رسی پھاندنا (صرف لڑکیوں کیلئے) (۱۴) چلنے کا مقابلہ عورتوں کے لئے (۱۵) بے بی شو۔ اعلےٰ رہنے والوں میں سات سو روپیہ کے انعام تقسیم کئے جائیں گے۔

مجلس انتظامیہ

ممبران مجلس انتظامیہ حسب ذیل اصحاب ہونگے۔

سر راجہ ہری کشن کول صاحب۔ صدر۔ مسٹر ہنری لال صاحب ڈائرکٹر آف فزیکل پنجاب یونیورسٹی۔ نائب صدر۔ لفٹنٹ بھولا ناتھ صاحب سناتن دھرم کالج پنڈت گیان چند صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ ودیارتھی آشرم سکرٹریان۔ مسٹر ہیبرکس (ینگ مین کرسچن سوسائٹی) جنرل ریفری۔ پنڈت ٹھاکر دت شرما وید ڈاکٹر کرتار سنگھ صاحب فیلڈ ڈاکٹران۔ پنڈت بلدیو شرما بی۔ اے۔ سکورز لالہ جگن ناتھ صاحب پروفیسر فورمن کرسچن کالج۔ انونسر۔

اسماء جج صاحبان جو مختلف مقابلوں کے واسطے ہونگے

(۱) میجر [illegible] پرنسپل اسلامیہ کالج (۲) خواجہ دل محمد صاحب ایم۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج (۳) مسٹر یو کرامت ایم۔ اے اسلامیہ کالج۔ (۴ب) لالہ [illegible] بی۔ اے پرنسپل سناتن دھرم کالج۔ (۴) ڈاکٹر ای ڈی۔ لیوکس پرنسپل فورمن کرسچن کالج (۵) لالہ سائیں داس ایم۔ اے پرنسپل ڈی اے۔ وی کالج (۶) پنڈت دیوا چند ایم۔ اے پروفیسر ڈی اے وی کالج (۷) لالہ دیو دیال ایم اے پروفیسر ڈی اے وی کالج (۸) پروفیسر کنہیا لال ایم اے گورنمنٹ کالج۔ (۹) لالہ لکھی رام فزیکل انسٹرکٹر گورنمنٹ کالج (۱۰) مسٹر جے ٹی ملیتھاس پرنسپل ہیلے کالج آف کامرس (۱۱) باوا اندر سنگھ ہیلے کالج آف کامرس (۱۲) ڈاکٹر ہر چند سنگھ ڈی پی میکلیگن انجینیرنگ کالج (۱۳) لالہ رونقی رام فزیکل انسٹرکٹر ٹریننگ کالج۔ (۱۴) پروفیسر گنگا رام ایم۔ اے دیال سنگھ کالج (۱۵) مسٹر محمد اشرف فزیکل انسٹرکٹر دیال سنگھ کالج (۱۶) مسٹر دینا ناتھ بھاٹیہ ایم۔ اے یونیورسٹی لیکچرار (۱۷) ڈاکٹر گوکل چند نارنگ بیرسٹر (۱۸) ڈاکٹر گوپی چند بھارگو (۱۹) ڈاکٹر کیپٹن بچا سنگھ (۲۰) خان بہادر سردار حبیب اللہ خان وائس چیرمین پنجاب کونسل۔ (۲۱) لالہ جوتی لال ماتھر بیرسٹر لاء کالج (۲۲) لالہ متھرا داس پوری آنریری مجسٹریٹ (۲۳) لالہ لکشمی نرائن ایڈووکیٹ۔

(۲۴) ڈاکٹر آسانند سرجن پروفیسر آیورویدک کالج۔

(۲۵) ڈاکٹر شنکر داس ایم۔ بی۔ بی۔ ایس لاہور۔

(۲۶) بابو سندر موہن بی۔ اے پرنسپل آیورویدک کالج۔

(۲۷) حکیم محمد حسن قریشی پرنسپل طبی کالج۔

(۲۸) پنڈت پیارے لال بھارگو سکاؤٹ ماسٹر۔

مشتہر بھولا ناتھ گیان چند سکرٹریان ٹورنمنٹ دھارا بھون لاہور۔

نہ تھی۔ دنیا میں حج تھا۔ مگر حج کی روح نہ تھی۔ دنیا میں ایمان تھا مگر ایمان کی روح نہ تھی۔ دنیا میں اسلام تھا۔ مگر اسلام کی روح نہ تھی۔ دنیا میں قرآن تھا۔ مگر قرآن کی روح نہ تھی۔ اور اگر حقیقت پر غور کر دے۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے۔ کیونکہ آپ کا کلمہ پڑھنے والے لوگ موجود تھے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح نہ تھی۔ ہم جس چیز کے دعویدار ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہمارے ذریعہ اسلام کی روح قائم کی گئی۔ ہمارے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قائم کی گئی۔ ہمارے ذریعہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کی حقیقت قائم کی گئی۔ حتیٰ کہ ہمارے ذریعہ تمام احکام اسلامی کی حقیقت قائم کی گئی۔

اب اگر

ہمارا دعویٰ

تو یہ ہو۔ لیکن ہماری نماز۔ ہمارا روزہ۔ ہماری زکوٰۃ۔ اور ہمارا حج ایسا ہی ہو۔ جیسا اوروں کا۔ تو یاد رکھو۔ ویسی ہی چیز جو اپنے جیسی چیز سے کم ہو۔ اس سے بھاری نہیں ہو سکتی۔ اگر ترازو کے ایک پلڑے پر مولیاں ہوں۔ اور دوسرے پر بھی مولیاں ہی رکھی جائیں۔ جو کم ہوں۔ تو دونوں پلڑے برابر نہ ہونگے۔ ہاں اگر دوسری طرف سونا رکھدیا جائے۔ تو پھر خواہ وہ کم ہو۔ وہی بھاری ہوگا۔ اگر ہماری نمازیں۔ اور ہمارے روزے بھی ویسے ہی نمائشی ہوں۔ جیسے دوسروں کے۔ تو ان کی نمازیں اور روزے وزنی ہونگے۔ کیونکہ وہ ہم سے زیادہ ہیں۔ اور ہم تھوڑے ہیں۔ ہاں اگر ہماری نمازوں اور روزوں کی حقیقت اور ہو۔ تب ان سے بھاری ہو سکتے ہیں۔ تھوڑی مٹی زیادہ مٹی سے بھاری نہیں ہو سکتی البتہ تھوڑا سونا زیادہ مٹی سے بھاری ہوتا ہے۔ پس اگر ہماری نمازوں۔ ہمارے روزوں۔ ہمارے حج۔ ہماری زکوٰۃ کی حقیقت دوسروں کی نمازوں۔ روزوں۔ زکوٰۃ۔ اور حج سے بدل نہیں گئی۔ تو ہمیں دوسروں پر

کوئی فضیلت نہیں

اور ہم جو دعوے کرتے ہیں وہ محض لاف وگزاف جھوٹ اور فریب ہوگا۔ کیونکہ اس میں حقیقت نہ ہوگی۔ اور ہمارے جیسا مکار اور فریبی اور کوئی نہ ہوگا۔ کہ ہم اپنے سوا ساری دنیا کو

ہدایت سے محروم

قرار دیتے ہیں۔ مگر اپنے اندر دوسروں کے مقابلہ میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کرتے۔ میں مانتا ہوں۔ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ اور اعلیٰ مقام پر پہونچے ہوئے انسان سے بھی خطا ہو سکتی ہے۔ مگر باوجود اس کے اس میں کھری باتیں بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ باوجود بعض کمزوریوں کے

سونا اور کندن

ہی ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ کوئی حقیقت زائدہ پائی جاتی ہے۔ یا نہیں۔ اگر پائی جاتی ہے۔ تو بعض کمزوریاں جو انسانیت کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ نظر انداز بھی کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اگر

حقیقت زائدہ

نہیں پائی جاتی۔ تو پھر نہیں مان سکتے۔ کہ وہ شخص یا جماعت دوسروں پر کسی قسم کی فضیلت رکھتی ہے۔

میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ غرض ہر فعل جس کے کرنے کی اسے توفیق ملے۔ اس کی

حقیقت اور روح

حاصل کرے۔ تا دنیا میں اسے امتیاز حاصل ہو۔ اور جو دعویٰ وہ کرتی ہے۔ اس میں راست باز قرار پائے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم میں وہ روح پائی جائے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں قائم کرنے آئے تھے۔ اور ہم خدا کے فضل سے امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے نفوس کو پاک کردیگا۔ اور ہماری کمزوریوں کو دور کر دے گا۔ میں ان سب دوستوں کے لئے جو یہاں ہیں۔ یا یہاں نہیں۔ بچوں اور بڑوں کے لئے۔ غریبوں اور امیروں کے لئے بیماروں اور تندرستوں کے لئے غرض کہ سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ان پر اپنا فضل کرے ؞

حصّہ وصیّت کی ادائگی

صدر انجمن کو موصی کی وفات کے بعد حصول جائداد کے لئے جو مشکلات پیش آتی ہیں۔ ان سے بچانے کے لئے یہی مناسب ہے۔ کہ موصی اپنی وصیت کا حصہ اپنی زندگی میں ہی ادا کر جائیں۔ دوم۔ سلسلہ احمدیہ کی مالی حالت کو مضبوط کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وصیتوں کا روپیہ ادا کر دیا جائے۔ جو احباب یکشت ادا نہیں کر سکتے۔ وہ باقساط ادا کر سکتے ہیں۔ جن موصیوں نے اپنی اپنی وصیت کا کل روپیہ یا اس کا کوئی جزو (حصہ جائداد) جنوری ۱۹۳۰ء میں داخل فرمایا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ اور دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان پر بڑی بڑی برکات اور رحمتیں نازل فرمائے۔ اور دوسرے موصی احباب کو بھی توفیق دے۔ کہ اپنی وصیت کا روپیہ اپنی زندگی میں ادا کر سکیں۔

(۱) خیر النساء صاحبہ زوجہ صوبیدار ولی محمد خان صاحب الہ آباد ۔ مابعہ کل حصہ۔

(۲) ڈاکٹر عبد الکریم صاحب سب اسسٹنٹ سرجن متھرا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علاوہ حصہ آمد ماہوار دینے کے حصہ جائداد بھی مبلغ ۵۰/ روپیہ ماہوار دے رہے ہیں۔ اور یہ ان کی دوسری قسط ادائیگی ہے۔ ۔۔۔ جزو۔

(۳) چوہدری محمد اسماعیل صاحب منٹگمری۔ ۔۔۔ جزو۔

(۴) والدہ صاحبہ سردار امیر محمد خان صاحب کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازی خان ۔ ۔۔۔

(سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

احباب توجہ فرمائیں

بابو فضل الہٰی صاحب کلرک منزئی نے ترقی اسلام کے لئے ایک سو روپیہ جمع کرنیکا وعدہ کیا تھا۔ آج انہوں نے ... قسط مبلغ ۲۰ روپے اس کام کے لئے مستری فقیر محمد صاحب ... وصول کر کے ارسال کی ہے۔ میں مستری صاحب کے اخلاص و ایثار کی داد دیتا ہوا خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ صاحب موصوف کو اس کا اجر عظیم دے۔ اور دین اسلام کی خدمت کا ... موقع نصیب ہو۔

حاجی رحمت اللہ صاحب بھوپال نے جو شروع سے ... اس کام میں سعی فرما رہے ہیں۔ ماہ ... کی رقم بھیجی ہے۔ اسی ... بابو احمد جان صاحب نے منشی نذیر احمد صاحب سے وصول کر کے ... رقم ارسال کی ہے۔

خدا تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اب پھر از سر نو بعض احباب میں اس کام کی روح پیدا ہو رہی ہے۔ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنیکی بہت ضرورت ہے۔ ... وقت میں جس احسن طریق سے جماعت احمدیہ ترقی اسلام کے لئے سعی کر رہی ہے۔ اسکی نظیر ملنی آسان نہیں۔ لیکن اکثر ... واقف نہیں۔ انہیں واقف کرنا اور خدمت دین کی طرف توجہ دلانا ہر احمدی کا فرض ہے ؞ (ناظر بیت المال قادیان)

پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کا اعلان

جملہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان لوکل انجمن ہائے احمدیہ صوبہ سرحد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بحوالہ فقرہ ۹ مندرجہ خط مطبوعہ نمبر ۲ ... کاپی مورخہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۳۰ء واضح ہو۔ کہ براہ مہربانی پراونشل انجمن احمدیہ کا جس قدر ... (یعنی ہر قسم کے مرکزی چندوں کا دسواں حصہ) جو آپ کی ...

رسالہ "کلام الرحمٰن" پر ایک نظر

آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند نے اسلام۔ قرآن پاک اور سید المعصومین صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف جس رنگ میں دریدہ دہنی اور گندہ زبانی سے کام لیا ہے۔ وہ ایک نہایت گھنونا اور مکروہ نظارہ ہے۔ کروڑوں انسانوں کے پیشوا۔ پاکبازوں کے امام۔ ہستی و نیکی کے پیکر کو نہایت گندے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ اس بدزبانی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پنڈت لیکھرام مقتول نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ اور آخر غیرت خداوندی کے ماتحت تیغ بران محمد کے ذریعہ ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ مگر آریوں کا خمیر ہی ستیارتھ پرکاش سے بنایا گیا تھا۔ اس لئے پھر اور فحش نویس پیدا ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ ان دنوں پنڈت دھرم بھکشو نے ایک کتاب "کلام الرحمٰن" مجموعۂ ہزلیات شائع کی ہے۔ اور آجکل اس کتاب کے متعلق اخبارات میں چرچا ہو رہا ہے۔ یہ کتاب اپنی گندی لکھائی چھپائی کے علاوہ مضامین کی عفونت اور رذائل سے ہندیت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ مزید براں مصنف کی بدعلمی تعصب اور دماغی پراگندگی کا مرقع ہے۔ ہاں صرف بدزبانی سب و شتم اور دلآزار کتاب ہونے کے باعث اخبارات کی توجہ کا مرکز بن رہی ہے۔ ہم اس کتاب کو ہندو قوم کی منظم سازش کی ایک کڑی سمجھتے ہیں۔ جو انہوں نے سید الانس والجن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ قرآن مجید اور مسلمانوں کے خلاف عرصہ دراز سے اختیار کر رکھی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ ہنگامی جوش و خروش کے اظہار کی بجائے ان تدابیر پر عمل پیرا ہوں جو جلد سے جلد اس ناپاک رو کو ختم کر دیں۔ جن میں سے ایک سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسے بھی ہیں۔ تاکہ خود غیر مسلم مہذب پبلک ان فتنہ پرداز اور نفاق انگیز اشخاص کے خلاف اظہار نفرت کرے۔

مصنف کی انتہائی جہالت

پنڈت دھرم بھکشو نے اگرچہ بہت سی خرافات کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ مگر اس میں معقولیت نام کو نہیں۔ بے شمار لفظی غلطیوں کے علاوہ قدم قدم پر آرین جہالت کے کرشمے نظر آتے ہیں۔ عیسائیوں کی بعض کتابوں کے حصے اور لیکھرام کے بعض اقتباسات کتاب کی روح رواں ہیں۔ جن میں وہی فرسودہ اعتراضات ہیں۔ جن کے بارہا جواب دیئے گئے۔ ہاں بعض جگہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انداز خاص اور براہین احمدیہ کے دلکش اسلوب کی نقل کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن جب وید خود مردہ ہو چکے۔ ان کی تاثیر کا زمانہ ختم ہو گیا۔ وہ محض ایک افسانہ ہو کر رہ گئے۔ تو ان کی حمایت کہاں تک ممکن ہے۔ ع

هل يصلح العطار ما افسد الدهر

اس لئے اس میں بھی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اور جس قدر بھی اعتراض قرآن مجید پر کئے ہیں۔ وہ سب محض خود اپنے ہی "اصول تفسیر" کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ ہیں۔ کہ "اصول تفسیر یہی ہے۔ کہ کسی کلام کی تشریح و تفسیر خود اسی کلام کے دوسرے مقام کو دیکھ کر اسی کے مطابق کی جائے۔" (کلام الرحمٰن صفحہ ١٣٢) پنڈت موصوف کی جہالتوں پر تو "این خانہ ہمہ آفتاب است" کی مثل صادق آتی ہے نمونہ کے طور پر ملاحظہ فرمایئے لکھا ہے۔

"سارے قرآن میں کہیں پر بھی کوئی ایسا مقام نہ پاؤ گے۔ جہاں قرآن نام کی تخصیص کی گئی ہو۔ اور خدا نے مخصوص طور پر اس کا یہی نام رکھا ہو۔" صفحہ ١٨٩

حالانکہ قرآن پاک نے اپنا نام بیسیوں مقامات پر القرآن قرآن کریم۔ قرآن مجید۔ بیان فرمایا ہے۔ مگر آپ اپنا سرمایہ تحقیقات ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ کہ کسی جگہ بھی قرآن نام کی تخصیص نہیں ہے۔ یہ اتنی بڑی جہالت ہے۔ کہ اس کا جواب دینے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ مگر محض آرین ذہنیت کے لحاظ سے مندرجہ ذیل آیات پیش کی جاتی ہیں۔

(١) ما كان هذا القرآن ان يفترى من دون الله الآية (یونس ع٤)

(٢) ان هو الا ذكر و قرآن مبين (یٰس ع٥)

(٣) و اوحي الي هذا القرآن لانذركم به و من بلغ (سورہ انعام ع٢)

(٤) طس تلك آيات القرآن و كتاب مبين (النمل ع١)

(٥) انه لقرآن كريم في كتاب مكنون (الواقعہ ع٣)

(٦) بل هو قرآن مجيد في لوح محفوظ (البروج ع١)

(٧) و لقد صرفنا في هذا القرآن ليذكروا و ما يزيدهم الا نفورا (بنی اسرائیل ع٥)

(٨) ان هذا القرآن يهدي للتي هي اقوم (بنی اسرائیل ع١)

(٩) شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن (سورہ بقرہ ع٢٣)

(١٠) قل لئن اجتمعت الانس و الجن على ان يأتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله و لو كان بعضهم لبعض ظهيرا (بنی اسرائیل ع١٠)

ان دس آیات میں بالصراحت اس صحیفۂ آسمانی کو القرآن اور قرآن مجید کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں قرآن مجید میں بکثرت ایسے مقامات ہیں۔ جہاں پر اس کتاب کا نام قرآن بتایا گیا۔ کفار بھی اس کو قرآن ہی کہتے تھے۔ مگر آج دھرم بھکشو صاحب کو یہ نام سارے قرآن میں نظر نہیں آتا۔ اسی برتے پر تتا پانی۔

اس تحدی کے باوجود اسی جگہ لکھتے ہیں۔

"قرآن نام کی فوقیت دیگر ناموں پر بلا وجہ ہے۔ اور اگرچہ انہ لقرآن کریم وغیرہ آیات میں لفظ قرآن موجود ہے مگر اسی کے برابر اور اسی کے مطابق فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ وغیرہ آیات مصحف نام پر روشنی ڈالتی ہیں۔" صفحہ ١٨٩

گویا یہ تو تسلیم کر لیا۔ کہ قرآن نام موجود ہے۔ مگر کہتے ہیں کہ "اسی کے برابر اور اسی کے مطابق" مصحف نام بھی ہے۔ جو کہ آیت فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ سے ثابت ہوتا ہے۔ اس عقل کے اندھے اور علم سے نابلد انسان سے پوچھا جائے۔ کہ "فی صحف مکرمۃ" کے یہ معنے کس نے بتائے۔ کہ قرآن کا نام مصحف ہے۔ بریں علم و دانش بباید گریست۔ ہاں یوں قرآن کا نام مصحف بھی ہے۔ مگر اس میں کیا حرج ہے کیا تم یہ نہیں لکھ چکے۔ کہ

"جملہ شاستروں میں ویدوں کے مختلف نام بیان کئے گئے ہیں۔۔۔۔ وید۔ شرتی۔ تریا۔ رچیہ۔ سامانی۔ بھوتیتی۔ پرآن۔ انگاس۔ اشلوگ۔ منتر۔ اور امنائے وغیرہ ناموں سے بھی وید پکارا جاتا ہے۔" (کلام الرحمٰن صفحہ ١٨٦)

لفظ قرآن میں پیشگوئی اور اس کا ظہور

باقی رہا قرآن نام کی فضیلت کا سوال۔ تو ظاہر ہے کیونکہ قرآن کے معنے از روئے لغت جامع شریعت۔ منظم و با ترتیب مجموعہ۔ بکثرت اور بار بار پڑھی جانے والی الٰہی کتاب کے ہیں۔ پس قرآن نام کی فضیلت خود اس کے معنوں سے ظاہر ہے۔ اور اس نام کی ترجیح کی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی۔ ایک غریب۔ بے کس اور دنیا کی نظروں میں حقیر انسان اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک کلام پیش کرتا ہے۔ اپنے و بیگانے خون کے دشمن بن جاتے ہیں۔ وطن چھوڑنا پڑتا ہے۔ مشکلات کے پہاڑ سامنے ہیں ہر طرف سے عداوت اور دشمنی کی ہی صدا بلند ہو رہی ہے مگر اس وقت خدا تعالیٰ اس النبی الامی پر نازل شدہ کلام کو "القرآن" کہتا ہے۔ یعنی یہ وہ مذہبی کتاب ہے۔ جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جائے گی۔ سب مذہبی کتابیں عملاً و قولاً متروک ہو جائیں گی۔ مگر یہ زندہ رہے گی۔ اور قوموں کی زندگی کا موجب بنے گی۔ اس زبردست مگر بظاہر ناممکن پیش خبری پر صداقت

عبدالکریم احمدی۔ بقلم خود۔

نمبر ۳۱۵۸۔ میں ڈاکٹر غلام محمد ولد چودھری نبی بخش قوم جٹ کا ہوں۔ پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جیوری ۱۷۱ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ ۲۷ مئی ۱۹۲۹ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد ۸۸ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۷ مئی ۱۹۲۹ء

العبد۔ موصی ڈاکٹر غلام محمد۔ گواہ شد۔ نبی بخش بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد الدین قریشی بقلم خود۔

نمبر ۳۱۹۹۔ میں رابعہ بی بی زوجہ ڈاکٹر غلام محمد زمیندار وڑائچ عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جیوری ۱۷۱ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ ۲۷ مئی ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد مبلغ صدا روپیہ مہر ہے۔ جو کہ بصورت زیور مجھے ملا ہوا ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میری وفات کے وقت کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ رابعہ بی بی۔ موصیہ۔ کاتب وصیت محمد الدین قریشی۔ گواہ شد۔ ڈاکٹر غلام محمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ نبی بخش خسر موصیہ۔

ضرورت رشتہ

ایک احمدی نوجوان مغل کے لئے رشتہ درکار ہے۔ جو ہندوستان سے باہر ریلوے گارڈ ہے۔ اور قریبًا دو سو روپے تنخواہ ہے۔ لڑکی مغل۔ پٹھان قوم سے ہو۔ خط وکتابت بنام ع۔ معرفت دفتر مینیجر الفضل قادیان۔

وصیتیں

نمبر ۳۱۹۰۔ میں اللہ دتا ولد جمال الدین قوم جنجوعہ پیشہ مزدوری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن ترگڑی ضلع گجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ مکان قیمتی ۲۰۰ روپیہ اور خانگی جائداد ۲۰۰ روپیہ یعنی کل جائداد ۴۰۰ روپیہ ہے۔ اور میری ماہوار آمدنی ۱۵ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد۔ میاں اللہ دتا۔ ولد جمال الدین۔ گواہ شد۔ مرزا محمد حسین احمدی سکرٹری وصایا ترگڑی ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد۔ مرزا

ضرورت ذاتی وتجارت کیلئے نادر موقعہ

(۱)

ایک پختہ مکان بہت بڑا اندرون قصبہ برلب شارع عام رستے کے کنارے پر ۱۲ دوکانیں ہیں۔ اور اس مکان کے اندر ۱۴ مکان رہائشی الگ الگ بنے ہوئے ہیں۔ ان مکانوں کے اندر ایک کنواں بھی ہے۔ عمارت پختہ ہے۔ اور قابل فروخت ہے۔ ایک کنال زمین سے کچھ زائد رقبہ پر یہ مکانات ہیں۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ میرے ساتھ خط وکتابت کریں۔

(۲)

ایک خوشنما مکان رقبہ ۵ مرلے دار الفضل میں میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کے مکان سے قریب سستے داموں پر فروخت ہوتا ہے۔ جو احباب خرید کرنا چاہیں۔ وہ مجھ سے خط وکتابت کریں۔

م۔ معرفت مینیجر صاحب الفضل قادیان

کمپونڈر کی ضرورت

ایک احمدی ڈاکٹر کو کراچی میں اپنی پرائیویٹ ڈسپنسری کے لئے ایک لائق۔ تجربہ کار۔ اور دیانت دار کمپونڈر کی ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹ تصدیق تجربہ اور یہ کہ تنخواہ کم سے کم کتنی منظور ہوگی۔ بہت جلدی آنی چاہئیں۔

شیخ رفیع الدین احمد سب انسپکٹر پولیس
سندھ۔ سی۔ آئی۔ ڈی۔ کراچی

اخبار الفضل میں اشتہار دینا کاروبار کیلئے مفید ہے

ہندوستان کی خبریں!

لاہور۔ ۵ر مارچ۔ مغل پورہ ریلوے کیریج ورکشاپ کے ملازمین کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ ۱۶ر مارچ تک تصفیہ نہ ہونے کی صورت میں مزدوروں نے ہڑتال کرنے کا اعلان کیا۔

امرتسر۔ ۵ر مارچ۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ بابا نیہال سنگھ نے گرنتھ صاحب اور پوتھیوں میں تحریف کی ہے۔ اس لئے اکالی ۱۴ر مارچ کو پانچ کھنڈ میں جو بابا ئے موصوف کا صدر مقام ہے۔ مورچہ لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

نئی دہلی۔ ۵ر مارچ۔ کل مسٹر ریجنالڈ رینالڈز نے وائسرائے کے سیکرٹری کو گاندھی جی کا تاریخی الٹی میٹم حوالہ کر دیا۔ اور رسید لے لی۔ وائسرائے نے جواب میں گاندھی جی کے تجویز کردہ طریق پر اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اس سے قانون شکنی ہوگی۔ اور امن عامہ کے لئے خطرناک ثابت ہوگا۔

نئی دہلی۔ ۴ر مارچ۔ وائسرائے کو گاندھی جی نے جو الٹی میٹم دیا ہے۔ اس کے سلسلے میں فری پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ کل رات وائسرائے اور مجلس منتظمہ حکومت ہند کے ارکان کے درمیان تبادلہ خیالات ہوا۔ لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

نئی دہلی۔ ۴ر مارچ۔ پنجاب کونسل کے رکن لالہ گینشی رام نے ایک خاص ملاقات کے دوران میں بیان کیا۔ کہ اگر سر فضل حسین کا جانشین کوئی ہندو مقرر نہ ہوا۔ تو ہندو ممبروں کا ارادہ ہے۔ کہ وہ کونسل سے مستعفی ہو جائیں۔

جہلم۔ ۳ر مارچ۔ ملاپ کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے کہ جہلم میں مقامی حکام کی طرف سے منادی کرائی گئی تھی کہ دریائے جہلم میں سیلاب آرہا ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ لوگ سخت پریشان ہوئے۔

نئی دہلی۔ ۴ر مارچ۔ زمینداروں کی جماعت کے نمائندوں کا ایک وفد مہاراجہ دربھنگہ کی زیر سرکردگی وائسرائے کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا۔ کہ مجوزہ گول میز کانفرنس میں نیز صوبجاتی اور مرکزی مجالس قانون ساز میں زمینداروں کو خاص حق نمائندگی دیا جائے۔ ہز ایکسی لنسی نے وفد کو یقین دلایا۔ کہ ان کے سب مطالبات پر غور کیا جائیگا۔

الہ آباد۔ ۵ر مارچ۔ الہ آباد ہائیکورٹ میں "بھارت میں انگریزی راج" کے پبلشر نے ضبطی کے خلاف جو مقدمہ دائر کر رکھا تھا۔ اس کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ کتاب کی ضبطی کا سرکاری حکم فاضل ججان نے بحال رکھا۔ اور حکم دیا۔ کہ مدعی گورنمنٹ کو ۴ ہزار ۵ روپے ادا کرے۔ یہ رقم سرکاری وکیل کی فیس اور کتاب کے ترجمہ کے اخراجات پر مشتمل ہے۔

کراچی۔ ۲ر مارچ۔ مسٹر آر۔ آر میکوناچی جو کابل کے برطانوی سفیر مقرر ہو کر آئے ہیں۔ ہوائی ڈاک کے ذریعہ سے یہاں پہونچ گئے۔ آپ کل دہلی جائیں گے۔ اور قریباً دس دن بعد کابل پہونچ جائیں گے۔

امرتسر۔ ۵ر مارچ۔ موضع ڈھڈیال میں ایک موچی کے مکان کی تلاشی لینے پر پولیس کو ایک پستول اور چند کارتوس ملے۔ نیز اس کی نشان دہی پر ایک اور گاؤں سے ۵ پستول اور برآمد ہوئے۔

لاہور۔ ۶ر مارچ۔ احمد گڑھ کی ڈکیتی کا مشہور ملزم چودھری خیر جنگ گرفتار ہو چکا ہے۔ اور عنقریب اس کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہو جائیگی۔

امرتسر۔ ۵ر مارچ۔ کل مجیٹھہ میں ایک بم پھٹا جس سے دو اشخاص شدید مجروح ہوئے۔

لاہور۔ ۶ر مارچ۔ اذان کمیٹی کو ظفروال سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ اذان کمیٹی کی طرف سے مقرر کردہ ظفروال کی مسجد میں پیش امام اور موذن پر ۵ر مارچ کو بعد نماز عشاء سکھوں کی ایک جماعت نے حملہ کر دیا۔ اور اسے مسجد سے نکال دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ اب سکھوں نے پھر ظفروال میں اذان اور نماز کی بندش کر دی ہے۔

کلکتہ۔ ۶ر مارچ۔ لارڈ سنہا کی دختر مسز گپتا کے خلاف مقدمہ طلاق کی سماعت ہوئی۔ چونکہ فریقین کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا تھا۔ اس لئے عدالت عالیہ نے مدعا علیہ نمبر ۲ مسٹر گوسوامی کو حکم دیا۔ کہ وہ مدعی کو ساٹھ ہزار روپیہ ہرجانہ اور پانچ ہزار روپیہ خرچ ادا کرے۔ عدالت نے مسٹر گوسوامی کو مدعا علیہا کے اخراجات مقدمہ کا بھی ذمہ دار قرار دیا۔

نئی دہلی۔ ۸ر مارچ۔ صرف ایک گھنٹہ تک اسمبلی کا اجلاس جاری رہا۔ اور سرکاری ارکان کے بہت سے غیر اہم مسودات قانون بحث و تمحیص کے بغیر منظور کئے گئے۔

گاندھی جی نے وائسرائے کے نام اپنے الٹی میٹم کا متن شایع کر دیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ حکومت برطانیہ نے ہندوستان کے کروڑوں بے زبان باشندوں کو تباہ کن اور پر مصارف فوجی اور سول انتظام کے ذریعہ سے مفلس و قلاش کر دیا ہے۔ ملک ان حد سے بڑھے ہوئے مصارف کو برداشت کرنے کی ہرگز استطاعت نہیں رکھتا۔ آپ اس پر ضرور غور و خوض کریں تشدد پسند اشخاص کی جماعت زور پکڑ رہی ہے۔ لہذا میں زیادہ عرصہ تک

ممالک غیر کی خبریں!

کابل۔ ۲۸ر فروری۔ جنرل محمود سامی اور سردار ولی محمد کے مقدمہ کا فیصلہ عید کے بعد سنایا جانا تھا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ امان اللہ خان نے نادر شاہ سے بذریعہ تار درخواست کی ہے۔ کہ وہ ان دونوں ملزموں کو موت کی سزا دینے کی بجائے ملک بدر کر دے۔

لندن۔ ۵ر مارچ۔ قدامت پسندوں نے دار العوام میں مسٹر بالڈون اور مسٹر چرچل کے نام پر پہلی قرارداد کی مذمت پیش کرنے کا نوٹس دیدیا ہے جس میں کاروبار میں زوال اور بے روزگاری میں زیادتی جسے موجودہ حکومت کی حکمت عملی کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔ کے خلاف اظہار افسوس کیا ہے۔ اور موجودہ محصولات کے متعلق حکومت کی حکمت عملی کو بے چینی اور تکالیف کا موجب بتایا ہے۔

قسطنطنیہ۔ ۴ر مارچ۔ حکومت نے سابق شاہ امان اللہ خان کے موسم گرما کے قیام کے لئے ایک قصر مخصوص کر دیا ہے امان اللہ خان موسم سرما روما میں بسر کیا کرینگے۔

ہانگ کانگ۔ ۲ر مارچ۔ صوبہ کوانگ ٹنگ میں کچھ پادری مرد اور عورتیں سفر کر رہے تھے۔ کہ ان پر چینی ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا۔ اور ان سب کو گرفتار کر کے پہاڑوں میں لے گئے۔ جہاں انہیں ہلاک کر دیا۔

پیرس۔ ۵ر مارچ۔ سیلاب آجانے کے باعث ۴۰ دیہات کی غرقابی کی خبر موصول ہوئی ہے۔ غیر سرکاری اندازہ کے مطابق یکصد اموات واقع ہوئی ہیں۔ ملئے ساگ کے مقام کے قریب بند کھل جانے کے باعث پانی نئے علاقوں میں بھی پھیل گیا ہے۔

لندن۔ ۵ر مارچ۔ تازہ ترین اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جرمنی میں ۴۵ لاکھ امریکہ میں ۶۰ لاکھ۔ جاپان میں ۱۰ لاکھ اور روس میں ۲۰ لاکھ مرد و زن بیکار ہیں۔ دنیا کے بیکاروں کی مجموعی تعداد ۳ کروڑ تک پہونچ چکی ہے۔

طہران۔ ۴ر مارچ۔ مرزا احمد خان وصاف قوام السلطنت جو سابق شاہ ایران احمد شاہ کے عہد میں وزیر اعظم تھے۔ چار سالہ جلاوطنی کے بعد طہران واپس پہونچ گئے ہیں۔

لندن۔ ۳ر مارچ۔ دار العوام میں مسٹر وارڈلا میں نے کہا۔ کہ گاندھی جی نے جو بیان کردہ اعلان وائسرائے کے نام بھیجا ہے۔ اور اس کا جو جواب دیا گیا ہے۔ ہم اس پر رائے قائم کرنیکا موقعہ چاہتے ہیں۔ وزیر ہند نے کہا۔ کہ اگر آپ مباحثہ کرنا چاہتے

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء پر بیعت کرنے والوں کی فہرست

نمبر	نام	ضلع
۱۴۷	فضل الدین صاحب	ضلع گورداسپور
۱۴۸	جلال الدین صاحب	″
۱۴۹	چودھری غلام سرور صاحب	″
۱۵۰	رحمت علی صاحب	″
۱۵۱	قادر بخش صاحب	″
۱۵۲	تتھو صاحب	″
۱۵۳	فضل قادر صاحب	″
۱۵۴	نواب الدین صاحب	″
۱۵۵	محمد الدین صاحب	″
۱۵۶	بشیر احمد صاحب	″
۱۵۷	محمد اسمٰعیل صاحب	″
۱۵۸	عبد الحق صاحب	ضلع لائلپور
۱۵۹	محمد یوسف صاحب	″
۱۶۰	حسن محمد صاحب طالب علم	″
۱۶۱	عنایت حسین صاحب	″
۱۶۲	عبد الرحمٰن صاحب	″
۱۶۳	نذیر احمد صاحب	″
۱۶۴	محمد اسمٰعیل صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۶۵	خیر الدین صاحب	″
۱۶۶	ظفر اللہ خان صاحب	ضلع لائلپور
۱۶۷	عمر الدین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۶۸	محمد صدیق صاحب	انبالہ شہر
۱۶۹	محمد اسمٰعیل صاحب دھوبی	ضلع سیالکوٹ
۱۷۰	غلام نبی صاحب زرگر	″
۱۷۱	بوٹے خان صاحب	″
۱۷۲	تاج الدین صاحب	″
۱۷۳	شکر الدین صاحب	″
۱۷۴	رحمت علی صاحب	″
۱۷۵	اسمٰعیل صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۷۶	فضل کریم صاحب	″
۱۷۷	تاج محمد صاحب	″
۱۷۸	اللہ رکھا صاحب	″
۱۷۹	عبد الرشید صاحب بی۔اے	لاہور
۱۸۰	لال دین صاحب	″
۱۸۱	مولوی ابو الفضل صاحب	ضلع بستی

نمبر	نام	ضلع
۱۸۲	جلال الدین صاحب	ضلع پشاور
۱۸۳	مولوی غلام حیدر صاحب	معرفت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب
۱۸۴	میر محمد خان صاحب	معرفت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب
۱۸۵	عبد الغفور صاحب	معرفت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب
۱۸۶	سید خان صاحب	ضلع پشاور
۱۸۷	چودھری اعظم علی صاحب پلیڈر	گوجرانوالہ
۱۸۸	بابو یوسف علی صاحب	کوہاٹ شہر
۱۸۹	خیر الدین صاحب	″
۱۹۰	خالق صاحب بٹ	کشمیر
۱۹۱	راج بی بی زوجہ جمال الدین نجار	ضلع لاہور
۱۹۲	ہاجرہ دختر جمال الدین صاحب	″
۱۹۳	سردار خان صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۹۴	محمد الدین خان صاحب	ضلع سرگودھا
۱۹۵	عنایت اللہ صاحب	ضلع شاہپور
۱۹۶	امام الدین صاحب	ضلع گورداسپور
۱۹۷	گل محمد صاحب	″
۱۹۸	حاجی جہان بخش صاحب	برہمن بڑیہ بنگال
۱۹۹	غلام فرید صاحب	ضلع گورداسپور
۲۰۰	فضل الدین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۰۱	ابراہیم صاحب نومسلم	″ گورداسپور
۲۰۲	اسمٰعیل صاحب	″ ″
۲۰۳	عبد الحق صاحب	″ ″
۲۰۴	اسلم بیگ صاحب	″ ″
۲۰۵	اللہ رکھا ولد کرم داد صاحب	″ سیالکوٹ
۲۰۶	امیر دین صاحب	″ ″
۲۰۷	خوشی محمد ولد بیر اندتا صاحب	″ ″
۲۰۸	محمد شفیع صاحب	″ ″
۲۰۹	دین محمد صاحب	″ ″
۲۱۰	لال دین صاحب	″ ″
۲۱۱	برکت اللہ صاحب	″ ″
۲۱۲	محمد علی صاحب	″ ″
۲۱۳	شریف احمد صاحب	″ ″
۲۱۴	غلام قادر صاحب	″ ″
۲۱۵	خوشی محمد صاحب	″ ″
۲۱۶	شیخ محمد امین صاحب	قصور

نمبر	نام	ضلع
۲۱۷	شیخ محمد سعید صاحب	قصور
۲۱۸	مبارک احمد صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۲۱۹	احمد صاحب	″
۲۲۰	مرزا یعقوب بیگ صاحب	گورداسپور
۲۲۱	رمضان صاحب	سیالکوٹ
۲۲۲	حسن علی صاحب	″
۲۲۳	امام الدین صاحب	ضلع گجرات
۲۲۴	جہان خان صاحب	″
۲۲۵	غلام حسین صاحب	″
۲۲۶	عبد الغنی صاحب	سیالکوٹ
۲۲۷	غلام رسول صاحب	″
۲۲۸	مہر الدین صاحب	″
۲۲۹	محمد علی صاحب	″
۲۳۰	ارشاد صاحب	″
۲۳۱	برکت علی صاحب	جالندھر
۲۳۲	محمد اسمٰعیل صاحب	سیالکوٹ
۲۳۳	شہاب الدین صاحب	حیدرآباد دکن
۲۳۴	غلام محمد صاحب	ریاست کپورتھلہ
۲۳۵	بشیر احمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۳۶	غلام محمد صاحب	گورداسپور
۲۳۷	غلام رسول صاحب	″
۲۳۸	شاہ محمد صاحب	″
۲۳۹	غلام حسین صاحب	″
۲۴۰	غلام محمد صاحب	″
۲۴۱	فتح محمد صاحب	″
۲۴۲	شیر محمد صاحب	″
۲۴۳	سردار صاحب	″
۲۴۴	فضل الدین صاحب	″
۲۴۵	محمد رفیع صاحب	″
۲۴۶	محمد منیر صاحب	″
۲۴۷	بشیر احمد صاحب	″
۲۴۸	اسمٰعیل صاحب	″
۲۴۹	محمد یعقوب صاحب	اڑیسہ
۲۵۰	برکت اللہ صاحب	ہوشیارپور
۲۵۱	سلیم احمد صاحب	امروہہ
۲۵۲	منشی عبد الصمد صاحب	″
۲۵۳	[illegible] صاحب	گورداسپور
۲۵۴	لنڈا صاحب	″
۲۵۵	برکت علی صاحب	″

نمبر	نام	ضلع
۲۵۶	سردار احمد صاحب	ضلع امرتسر
۲۵۷	فضل احمد صاحب	″ شاہ پور
۲۵۸	نذر حسین صاحب	″ ″
۲۵۹	کالو خان صاحب	″ انبالہ
۲۶۰	قائم دین صاحب	″ ملتان
۲۶۱	شیر محمد صاحب	″ سیالکوٹ
۲۶۲	محمد شریف صاحب	″
۲۶۳	محمد علی صاحب	″
۲۶۴	غلام رسول صاحب	″
۲۶۵	مہر الدین صاحب	″
۲۶۶	اللہ دتا صاحب	″
۲۶۷	عبد الغنی صاحب	″
۲۶۸	محمد یوسف صاحب	″
۲۶۹	رشید احمد صاحب	ضلع جہلم
۲۷۰	بشیر احمد صاحب	[illegible]
۲۷۱	نواب خان صاحب	″
۲۷۲	عبد الرحمٰن صاحب	ضلع شیخوپورہ
۲۷۳	میاں غلام محمد صاحب	″
۲۷۴	عبد القدوس صاحب	جموں
۲۷۵	علی شیر صاحب	ضلع لائلپور
۲۷۶	شیخ عبد اللہ صاحب	حصار
۲۷۷	محمد عالم صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر	جھنگ
۲۷۸	محمد یٰسین صاحب	ضلع ″
۲۷۹	سعد اللہ صاحب [illegible] اسٹیشن ماسٹر	″ ″
۲۸۰	نواب شاہ صاحب	ضلع گجرات
۲۸۱	غلام فرید صاحب	″ امرتسر
۲۸۲	محمد الدین صاحب	″ گجرات
۲۸۳	سلطان علی خان صاحب	″ گوجرانوالہ
۲۸۴	نور احمد صاحب	″ لائلپور
۲۸۵	امان اللہ صاحب	″ ″
۲۸۶	محمد نواز صاحب	″ سرگودھا
۲۸۷	عمر الدین صاحب	″
۲۸۸	تاج محمد صاحب	″
۲۸۹	سردار خان صاحب	″
۲۹۰	محمد لطیف صاحب	ملتان چھاؤنی
۲۹۱	فیروز بی بی صاحبہ	″
۲۹۲	محمد امین صاحب	″
۲۹۳	عبد الکریم صاحب	منٹگمری
۲۹۴	نذیر احمد صاحب	لائلپور
۲۹۵	علی شیر صاحب	پونچھ شہر

سال میں ایک ایک احمدی بنانیکا عہد کرنیوالوں کی فہرست

ذیل میں ان احباب کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے امسال کم از کم ایک ایک احمدی بنانے کی تحریک میں اپنے نام لکھوائے ہیں۔ امید ہے۔ دوسرے احباب جنہوں نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ توجہ فرمائینگے؟

نمبر	نام
۱	مولوی چراغ الدین صاحب۔ گورداسپور
۲	علی محمد صاحب کلرک اکونٹنٹس۔ لاہور۔
۳	محمد صادق صاحب۔ چک نمبر ۱۳۲ جنوبی
۴	ماسٹر محمد بخش صاحب۔ قادیان۔
۵	میاں محمد علی صاحب۔ فیض اللہ چک۔
۶	نواب بی بی زوجہ محمد علی صاحب
۷	حاکم بی بی اہلیہ بدرالدین صاحب فیض اللہ چک
۸	مرزا محمد شریف بیگ صاحب۔ سیالکوٹ
۹	محمد شریف صاحب۔ لائلپور۔
۱۰	میاں بدرالدین صاحب۔ فیض اللہ چک
۱۱	مولوی امام الدین صاحب۔ سیکھواں
۱۲	میاں محمد اسماعیل صاحب۔ "
۱۳	میاں عنایت اللہ صاحب۔ چبہ سندھواں
۱۴	میاں امام الدین صاحب۔ چیاری
۱۵	مستری اللہ بخش صاحب۔ ددجووال
۱۶	ماسٹر علی محمد صاحب مسلم حجرہ شاہ مقیم
۱۷	الٰہ بخش صاحب۔ فیروزپور
۱۸	سید لال شاہ صاحب۔ میران پور
۱۹	مفتی گلزار محمد صاحب۔ بٹالہ
۲۰	محمد اسماعیل صاحب۔ بنی پور پیراں
۲۱	شیخ محمد انور صاحب۔ موسہوال
۲۲	اعراف اللہ صاحب۔ صوابی
۲۳	ملک عبدالرحمن صاحب خادم۔ لاہور
۲۴	مولوی نظام الدین صاحب ڈیریانوالہ
۲۵	اللہ داد خان صاحب۔ کراچی
۲۶	عبدالرحیم صاحب۔ ناگپور
۲۷	میاں بدرالدین صاحب۔ ہرسیاں
۲۸	[illegible] مسیح الدین احمد صاحب۔ لنڈی کوتل
۲۹	ڈاکٹر محمد رمضان صاحب۔ شاہ گنج۔
۳۰	ڈاکٹر سید اقبال حسین صاحب۔ "
۳۱	بابو محمد عمر صاحب۔ لنڈی کوتل
۳۲	بابو شمس الدین صاحب۔ "
۳۳	محمد حسین خانصاحب۔ آدم شاہ سکھر
۳۴	جناب عبدالمجید خانصاحب۔ ڈھلوان
۳۵	غلام نبی صاحب۔ نوشہرہ ککے زئیاں
۳۶	سید سعید احمد صاحب۔ برہمن بڑیہ
۳۷	جناب کرم داد صاحب۔ چھاؤنی کیمبل پور
۳۸	محمد صدیق صاحب۔ جلالپور جٹاں۔
۳۹	عبدالغفور صاحب۔ گجرات
۴۰	ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب۔ کوئٹہ۔
۴۱	ملک محمد الطاف خانصاحب۔ نزناب
۴۲	قاضی خلیل الرحمن صاحب۔ بوہر
۴۳	سراج الدین احمد صاحب۔ برٹش قونصلیٹ اسپتال
۴۴	غلام غوث صاحب۔ ترسکہ
۴۵	چوہدری محمد حسین صاحب۔ میرنجی۔
۴۶	محمد عبدالرحیم صاحب۔ ولیو واگ
۴۷	ہاجرہ صاحبہ۔ "
۴۸	محمد ابراہیم صاحب ناگنڈ "
۴۹	عبدالرسول صاحب "
۵۰	ابراہیم صاحب "
۵۱	شیخ عبدالغنی صاحب "
۵۲	محمد عبدالقادر صاحب "
۵۳	عبدالرزاق صاحب۔ ناگنڈ "
۵۴	فتح محمد صاحب۔ کراچی
۵۵	میاں نانک صاحب احمدی۔ سیکھواں
۵۶	میاں گھسیٹا صاحب۔ پنڈی
۵۷	ملک برکت علی صاحب گجرات
۵۸	منشی عبدالعزیز صاحب۔ "
۵۹	مرزا حاکم بیگ صاحب۔ "
۶۰	میاں ہاشم خانصاحب۔ "
۶۱	چوہدری رحمت خانصاحب۔ "
۶۲	مرزا امیر الدین صاحب " (باقی)